29 ربیع الاول اتوار 15 اکتوبر 2023

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیمِ ط

درس 92۔

دعا۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم ط الحمد للہ رب العالمین ط

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمدٍ و علیٰ اٰلہ و اصحابہ و بارک و سلِّمَ (تین مرتبہ)۔

ربَّنا یَسِّرْلنا ھٰذالکتابَ و لا تعسرہُ و تممہُ بالخیر، و بک نستعین۔ یا فتّاحُ یا علیمُ (3 مرتبہ)، آمین ثم آمین

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمدٍ و علی الہ و اصحابہ و بارک و سلِّم(تین مرتبہ)۔

الحمد للہ رب العالمین تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ والعاقبۃُ للمتقین اور انجام ہے پرہیزگاروں کے لئے۔ یعنی اچھا انجام متقیوں کا ہوگا۔ یہاں پر صفت مخذوف ہے۔ ای العاقبۃُ الحسنۃُ للمتقینَ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ اور رحمت ہو سلامتی ہو اللہ کے رسول پر۔ محمدٍ جس کا نام محمدﷺ ہے۔ و اٰلہٖ اور آپﷺ کے آل پر۔ یعنی آپﷺ کے اتباع کرنے والے متقین پر۔ و اصْحابہٖ اور حضورﷺ کے صحابہؓ پر اَجْمَعِیْن۔ سب کے سب۔ بداں جان لے تو اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدّارین نیک بخت کردے تجھے اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ کہ جملہ افعال متصرفہ کہ تمام افعال متصرفہ جو ہیں، افعال متصرفہ یعنی وہ افعال جن کی ماضی، مضارع،امر وغیرہ کی طرف گردانیں ہوتی ہیں۔ و اسماء متمکنہ اسم متمکن معرب کو کہتے ہیں۔ بر چہار نوع است وہ چار قسم پر ہیں۔ صحیح[1] و مہموز[2] و معتل[3] و مضاعف[4] زیادہ مشہور یہ ہفت اقسام سے ہیں۔ معتل کے اندر مثال، اجوف، ناقص اور لفیف بھی داخل ہیں۔ لفیف چاہے مقرون ہو، چاہے مفروق ہو۔

اما صحیح آں باشد باقی صحیح وہ ہوگا کہ ہیچ حرف اصلی اُو ہمزہ و حرف علت نبا شد کہ اُس کا کوئی حرفِ اصلی، ہمزہ اور حرف علّت نہ ہو۔ اگر کوئی حرف اصل ہمزہ ہوا تو وہ مہموز کہلائے گا۔ اور اگر کوئی حرف اصلی حرف علّت ہوگا تو وہ معتل کہلائے گا۔تو یہ قید لگا کر مہموز کو بھی نکال دیا اور معتل کو بھی نکال دیا۔ و عین و لام اُو ازیک جنس نبا شد اور اسکا عین اور لام ایک جنس کا نہ ہو۔ اس شرط سے مضاعف کو نکال دیا۔ کیونکہ مضاعف میں عین اور لام ایک ہی جنس کے ہوتے تھے۔ جیسا کہ مَـدَّ اصل میں مَدَدَ بروزن فعل تھا۔ تو عین بھی دال ہے اور لام کلمہ بھی دال ہے۔ تو دو حرف صحیح ایک ہی جنس کے ہیں۔ چوں قَتَلَ و ضَرَبَ ان دونوں مثالوں میں کوئی حرف اصلی حرف علّت نہیں ہے نیز کوئی بھی دو حرف ایک جنس کے نہیں ہیں۔ تو یہ صحیح کہلاتا ہے۔

و مہموز آں باشد کہ یک حرف اصلی اُو ہمزہ بَود اور مہموز وہ ہوگا کہ جس کا ایک حرف اصلی ہمزہ ہوگا۔ چوں اَمَرَو سَاَلَ و قَرَءَ اَمَرَ میں فا کلمہ کی جگہ ہمزہ ہے۔ تو اسے مہموز الفاء کہتا ہے۔ سَاَلَ میں عین کلمہ کی جگہ ہمزہ آیا ہے۔ تو اسے مہموز العین کہتے ہیں۔ اور قَرَءَ میں لام کلمہ کی جگہ ہمزہ آیا ہے تو اسے مہموز اللام کہتا ہے۔

و معتل آنستاور معتل وہ ہے کہ یک حرف اصلی او حرف علت باشد کہ ایک حرف اصلی اُس کا حرف علّت ہو۔ چوں وَعَدَ و قَالَ و رَمیٰ ان مثالوں میں وعد میں فا کلمہ حرف علت ہے تو اسے مثال کہتے ہیں۔ قال میں

عین کلمہ حرف علت ہے تو اجوف کہتے ہیں اور رمیٰ میں لام کلمہ حرف علّت ہے تو اسے ناقص کہتے ہیں۔ یہاں پر مصنفؒ نے لفیف کی مثال ذکر نہیں کی۔ لفیف بھی معتل ہے۔ و حروف علت سہ است اور حروف علّت تین ہیں واو و الف و یا کہ مجموعہ وی وای باشد واو، الف اور یاء کہ انکا مجموعہ وای ہے۔

و الف ہمیشہ ساکن باشد بے ضَغطہ اور الف ہمیشہ ساکن ہوگا بغیر جھٹکے کے یعنی بغیر تنگی کے۔ چوں ما و لا جیسے ما اور لا ہر چہ متحرک باشد بصورت الف اور ہر وہ جو متحرک ہو اور الف کی صورت میں ہو یا ساکن مُنْضَغِطَہ باشد یا ساکن ہو جھٹکے والا آنرا ہمزہ گویند اُس کو ہمزہ کہتے ہیں۔ چون رَأسٌ و بُؤسٌ رأس میں یہ الف کی صورت میں ہمزہ ہے۔ اور بؤس میں واو کی صورت میں ہمزہ ہے۔

و ما قبل الف ہمیشہ مفتوح باشد اور الف کا ماقبل ہمیشہ مفتوح ہوگا۔ جیسے ما اور لا میں الف سے ماقبل میم اور لام پر فتحہ ہیں۔ جبکہ ہمزہ سے ماقبل کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اگر حرکت ما قبل الف مخالف گردد اگر الف کی ماقبل کی حرکت مخالف ہو جائے و آں الف را بدل کنند اُس الف کو بدلتے ہیں بحرفیکہ موافق حرکت ما قبل اوست اُس حرف کے ساتھ جو موافق ہو اُس کے ماقبل کے حرکت کے، یعنی الف سے پہلے اگر ضمہ آیا تو الف کو واؤ سے بدلیں گے۔ اور اگر الف سے ماقبل کسرہ آیا تو الف کو یاء سے بدلیں گے۔ چوں قُوْتِلَ و بُوْیِعَ و اُستُبْقِیَ قُوتِل یہ ماضی مجہول ہے باب مُفاعَلة سے۔ اسکا فعل معروف قَاتَل ہے۔ فعل مجہول کو فعل معروف سے بناتے ہیں۔ اور بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ آخر سے ماقبل کو کسرہ دے اور شروع میں ضمہ دیں۔ جیسے ضَرَبَ سے ضُرِبَ۔ تو یہاں قاتل میں آخر سے ماقبل کو کسرہ دیا اور شروع میں ضمہ دیا تو قُاتِلَ ہوا۔ الف سے ماقبل ضمہ آیا تو اس الف کو واؤ سے بدلیں گے۔ تو قُوْتِلَ ہوا۔

اسی طرح بُوْیِعَ باب مفاعلة سے بایع کا فعل مجہول ہے۔ اور اُسْتُبْقِیَ کا معروف اِسْتَبْقَیٰ تھا۔ استبْقیٰ کے اندر آخر میں یا الف سے بدل دی گئی تھی۔ جب اسکا مجہول نکالا اور آخر سے ماقبل کسرہ آیا۔ تو کسری کے موافق الف کو یا سے بدلا تو اُسْتُبْقِیَ ہوا۔

و مضاعف آں باشد اور مضاعف وہ ہوگا کہ یک حرف اصلی او مکرر بود کہ اُسکا ایک حرف اصلی مکرر ہو۔ نحو مَدَّ و فَرَّ و سَبَّ و حَبَّ مد میں دال مکرر ہے، فر میں راء مکرر ہے، جبکہ سب اور حب میں باء مکرر ہے۔

صرف صحیح اینجا صرف صحیح یہاں پر فَروگُذاشتہ شُد اُسکو چھوڑ دی گئی۔ بنا براں کہ اس وجہ سے کہ در میزان میزان رسالہ کے اندر۔ یہ امام زرادیؒ کا ایک اور کتاب ہے۔ مقدم اُفتادہ است مقدم واقع ہو چکی ہے۔

درس 93 صرف المہموز

اما صرفِ مَہموز با صرف صحیح برابر باشَد مہموز کی گردان صحیح کے گردان کی برابر ہوگی، یعنی اُسی کی طرح ہے۔ مگر در چند جا مگر چند جگہ کے اندر فرق آتا ہے۔ کہ ذکر کردہ شَود کہ جنہیں ذکر کیا جاتا ہے۔

قانون نمبر 1۔ ہر ہمزہ کہ ساکن باشد ہر وہ ہمزہ کہ ساکن ہو و ما قبل او مفتوح اور اُسکا ماقبل مفتوح ہو روا بَود جائز ہے کہ او را بالف بدل کنند کہ اُس کو الف سے بدل دیں۔ چوں یَأمَنُ یَأمَنُ کو یَامَنُ پڑھنا جائز ہے۔

قانون نمبر 2۔ ہر ہمزہ کہ ساکن باشد یا مفتوح ہر ہمزہ جو کہ ساکن ہو یا مفتوح و ما قبل او مضموم اور اُس کا ماقبل مضموم ہو۔ یا واو مدّہ باشد یا اُس کے ماقبل واو مدّہ ہو۔ یعنی واو ساکن جس کا ماقبل مضموم ہو۔ روا بَود کہ او را بواو بدل کنند تو جائز ہے کہ اُس ہمزہ کو واو سے بدل دیں۔ چوں یُؤمِنْ و مَقْرُوَّةٌ و یُؤَاخِذُ یُؤمِنُ میں ہمزہ ساکن ہے، اور ماقبل اسکا مضموم ہو۔ تو اسکو یُوْمِنُ پڑھنا جائز ہے۔ مَقْرُوَّةٌ اصل میں مَقْرُوْءَةٌ تھا۔ ہمزہ پر فتحہ ہے اور اسکا ماقبل واو مدّہ ہے۔ تو اس ہمزہ کو بھی واو سے بدلنا جائز ہے۔ تو مَقْرُوْوَةٌ ہوا۔ پھر واو کا واو میں ادغام کیا گیا تو مَقْرُوَّةٌ ہوا۔ پس دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ اور یُؤَاخِذُ میں ہمزہ پر فتحہ ہے اور ماقبل میں ضمہ ہے تو اسکو یُوَاخِذُ پڑھنا جائز ہے۔

قانون 3۔ ہر ہمزہ کہ ساکن باشد یا مفتوح ہر ہمزہ جو ساکن ہو یا مفتوح ہو۔ و ما قبل او مکسور یا یاء مدہ زائدہ اور اس ہمزہ کا ماقبل مکسور ہو یا یائے مدّہ زائدہ ہو۔ روا بود کہ او را بیا بدل کنند تو جائز ہے کہ اُس ہمزہ کو یاء سے بدلا جائے۔ چوں مِیْمَنٌ مِیْسَرٌ خَطِیَّةٌ۔ مِیْمَنٌ اصل میں مِئْمَنٌ تھا۔ یہاں پر ہمزہ ساکن ہے اور ماقبل اسکا مکسور ہے۔ تو اس ہمزہ کو یاء سے بدلنا جائز ہے۔ یہ اسم آلہ کا صیغہ ہے۔ مِیْسَرٌ یہ بھی اسم آلہ کا صیغہ ہے۔ ال میں تھا مِئْسِرٌ۔ ہمزہ ساکن سے ما قبل کسرہ ہے۔ اس کو مِیْسرٌ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور خَطِیَّةٌ اصل میں خَطِیْئَةٌ تھا۔ ہمزہ مفتوح سے ماقبل یائے مدّہ آیا تو اسکو یا سے بدلا تو خطِیْیَةٌ ہوا۔ پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا گیا تو خطِیَّةٌ ہوا۔

قانون 4۔ ہر ہمزہ کہ ساکن باشد ہر وہ ہمزہ کہ ساکن ہو و ما قبل او ہمزہ دیگر متحرک باشد اور اس سے ماقبل دوسرا ہمزہ متحرک ہو۔ یعنی دو ہمزے اکھٹے آئیں اور دوسرا ہمزہ ساکن ہو اور پہلا ہمزہ متحرک ہو۔ ہمزہ ساکن را واجب ست کہ بدل کنند بحرف علت ہمزہ ساکن کے لئے واجب ہے کہ اُس کو بدلا جائے اُس حرف علت کے ساتھ کہ موافق حرکت ہمزہ ما قبل ست جو ماقبل کے ہمزہ کی حرکت کے موافق ہو۔ چنانچہ اٰمَنَ وَ اُوْجِـرَ و اِیسر اٰمَنَ اصل میں اَءْمَنَ تھا۔ ہمزہ ساکن کو ماقبل کے فتحہ کی وجہ سے الف سے بدلا تو اٰمَنَ ہوا۔ اُوْجِرَ اصل میں اُءْجِرَ تھا۔ ہمزہ ساکن کو ما قبل کے حرکت کی موافق واؤ سے بدلا تو اُوْجِـرَ ہوا۔ اِیْسِر اصل میں اِءْسِرْ تھا۔ پھر ہمزہ ساکن کو ماقبل میں کسرے کی وجہ سے یاء سے بدلا تو اِیْسِر ہوا۔

قانون 5۔ ہر ہمزہ کہ متحرک باشد و ما قبل او حرف صحیح ساکن ہر وہ ہمزہ کہ متحرک ہو اور اسکا ماقبل حرف صحیح ساکن ہو۔ یعنی حرف علت یا ہمزہ نہیں ہے۔ روا بود جائز ہے کہ حرکت ہمزہ نقل کردہ کہ ہمزہ کی حرکت نقل کر کے بما قبل دہند ما قبل کو دے دیں۔ و ہمزہ را حذف کنند اور ہمزہ کو حذف کر دیں۔ چوں یَسَلُ و قَدَفْلَحَ یَسَلُ اصل میں یَسْئَلُ تھا۔ ہمزہ متحرک سے ماقبل حرف صحیح ساکن ہو۔ تو اس ہمزہ کی حرکت سین کو دیا اور ہمزہ کو حذف کیا جوازً تو یَسَلُ ہوا۔ اسی طرح قَدَفْلَحَ اصل میں قَدْ اَفْلَحَ تھا۔ ہمزہ متحرک سے ما قبل حرف صحیح دال ساکن ہے۔ اس لئے ہمزہ کی حرکت دال کو دیا اور ہمزہ کو جوازًا حذف کیا۔ تو قَدَفْلَحَ ہوا۔ و لزوم ایں اعلال در باب یَرَیٰ شاذ است اور اس اعلال کا لازم ہونا باب یریٰ کے اندر شاذ ہے۔ حرف علّت میں جو بھی تبدیلی کی جائے اعلال کہلاتا ہے۔ شاذ یعنی خلاف القیاس یعنی قانون کے خلاف ہے۔

قانون نمبر 6۔ ہر جا کہ دو ہمزہ متحرک دریک کلمہ بہم آیند ہر وہ جگہ جہاں پر دو ہمزہ متحرک ایک کلمہ کے اندر اکھٹے آئیں۔ اگر یکے از ایشاں مکسور بَود اگر اُن میں سے ایک مکسور ہوا، چاہیے پہلا مکسور ہو یا دوسرا مکسور ہو دُوم را بیا بدل کنند تو دوسرے کو یاء سے بدلتے ہیں۔ چوں اَیِـمَّةٌ اَیِّمَّةٌ اصل میں اَئِمَّةٌ تھا۔ دو ہمزے اکھٹے آئیں ایک ہی کلمہ کے اندر، اور ایک ان میں سے مکسور ہے تو دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدلا۔ اور اَئِمَّةٌ اصل میں اَءْمِمَةٌ بروزن اَفْعِلَةٌ تھا۔ پھر میم کی حرکت ماقبل کو دیا۔ اور میم کا میم کے اندر ادغام کیا تو اَئِمَّةٌ ہوا۔ پھر دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدلا تو اَیِـمَّةٌ ہوا۔ و جاءٍ عَلیٰ اَحَدِالْقَوْلَیْنِ اور اسی طرح "جاءٍ" ہے دو قولوں میں سے ایک پر۔ جاءٍ اسم فاعل ہے۔ جاءَ یجیئُ مجیئً فھو جاءٍ۔ جاءَ اصل میں جَـیَـئَ تھا۔ اجوف ہے اور مہموز اللام ہے۔ اس کا فاعلٌ وزن جایِـئٌ بنتا ہے۔ اور جب الف اسم فاعل کے بعد یاء آ جائے تو اس کو ہمزہ سے بدلتے ہیں تو جائِـئٌ بنا۔اب دو ہمزے اکھٹے آئیں اور ایک ان میں سے مکسور ہے دو دوسرے ہمزے کو یاء سے بدلیں گے۔ تو جائِـیٌ بنا۔ اب چونکہ یاء پر ضمہ ثقیل ہے تو ضمہ کو گرایا تو جائِـیْن بنا۔ اب یاء اور نون کے درمیان التقائے ساکنین علیٰ غیر حدہ آیا۔ اوّل ساکن یائے مدہ تھا تو اُس کو گرایا تو جاءٍ ہوا۔ یہ ایک قول ہے دو قولوں میں سے۔ اور یہ امام سیبویہ ؒ کا قول ہے۔ اُن کے نزدیک جاءٍ اسی طرح بنا ہے۔

دوسرا قول امام خلیل ابن احمدؒ کا ہے۔اُن کے نزدیک جایِـئٌ میں قلب مکانی ہوا۔یعنی ہمزہ کو یاء کی جگہ اور یاء کو ہمزہ کی جگہ لے آیا نیز حرکات میں تبدیلی نہیں ہوئی صرف حروف تبدیل ہوئے، تو جائِـیٌ بنا۔ پھر باقی اُسی طرح ہوا اور جاءٍ بنا۔

و الا اور اگر ایسا نہ ہو۔ یعنی دو میں سے کوئی ایک بھی مکسور نہ ہو۔ یعنی دونوں ہمزہ متحرک تو ہیں لیکن کوئی بھی اس میں سے مکسور نہیں دوم را بواو بدل کنند تو دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدلیں گے۔ چوں اَوَادِمُ جیسا کہ اَوَادِمُ اصل میں اَءَادِمُ تھا۔ دونوں ہمزے متحرک ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی مکسور نہیں لہٰذا دوسرے کو واؤ سے بدلا اور اَوَادِمُ ہوا۔ اَوَادم یہ جمع ہے ادم کی۔ اُوَیْدِمُ اُوَیْدِم یہ اَوادم کی تصغیر ہے۔ اصل میں اُئَیْدِمُ تھا۔ ثانی ہمزہ کو واؤ سے بدلا تو اُوَیْدِمُ ہوا۔

اِلَّا اَنَّ الاعلالَ جائزٌ مگر یہ کہ یہ اعلال جائز ہے فِی نحو ایّمةٍ اَیمة کے اندر یہ اعلال جائز ہے۔ و لازمٌ فِی غیرِہٖ اور اسکے علاوہ کے اندر لازم ہے۔ یعنی اَیِمَّةٌ پڑھنا بھی جائز ہے اور ائِمَّةٌ پڑھنا بھی جائز ہے۔ و اما اعلال کُلْ و خُذْ لزومًا اور باقی اعلال کل اور خذ کا باعتبار لُزوم کے و اعلال مُر جوازًا اور مُرْ کا اعلال جائز ہونے کے اعتبار سے شاذ است۔ یہ شاذ ہیں۔

اَکَلَ یَاْکُلُ سے امر کا صیغہ کُلْ خلاف القیاس لازم ہے۔ اصل میں اُءْکُلْ تھا۔ اور اَخَذَ یَاْخُذُ سے امر خلاف القیاس خُذ لازم ہے۔ اصل میں تھا اُءْخُذ۔ تو یہاں صرف کُلْ اور خُذْ ہی کہہ سکتے ہیں، اُءکل اور اُءخُذْ کہنا صحیح نہیں ہے۔

اَمَرَ یَاْمُرُ سے امر کا صیغہ خلاف القیاس مُرْ آتا ہے۔ قانون کے مطابق اُءْمُر بروزن اُنصُر ہونا چاہیے تھا۔ پس مر کہنا بھی جائز ہے اور اُءْمُر کہنا بھی جائز ہے۔ تو مُر کے اندر یہ اعلال جوازی ہے۔

درس 94 ۔ صرفُ الْمُعْتَلّ

مُعْتَلٌّ: اسکے اندر مثال، اجوف، ناقص اور لفیف شامل ہیں۔

بدانکہ معتل بر دو نوعست جان لے توکہ معتل دو قسم پر ہے۔ معتل بیکحرف ایک معتل بہ یک حرف ہے۔ جس میں مثال، اجوف اور ناقص شامل ہیں۔ و معتل بدو حرف اور دوسرا معتل بدو حرف ہے جس میں لفیف شامل ہے۔ پھر لفیف دو قسم پر ہے، ایک لفیف مفروق اور ایک لفیف مقرون۔

اما معتل بیکحرف بر سہ نوعست اور معتل بہ یک حرف تین قسم پر ہے۔

معتل فا و آنرا مثال نیز گویند ایک معتل الفاء ہے اور اُس کو مثال بھی کہتے ہیں۔

و معتل العین و آنرا اجوف و ذو ثلثہ نیز گویند اور دوسرا معتل العین ہے اور اسے اجوف اور ذو ثلاثة بھی کہتے ہیں۔ ذو ثلاثہ یعنی تین والا۔ جیسا کہ ذو مال کا معنیٰ ہے مال والا۔ اس کو ذو ثلاثہ اس لئے کہتے ہیں کہ اجوف میں ماضی کے اندر واحد متکلم کے صیغے میں تین حرف آتے ہیں۔ جیسا کہ قال سے قُلْتُ۔ تو قلت کو اندر تین حروف ہیں۔ باقی کے اندر چار حروف ہوتے ہیں متکلم کے صیغے میں۔ جیسا کہ نصر سے نصرتُ۔

و معتل اللام و آنرا ناقص و ذو اربعہ نیز گویند اور تیسرا معتل اللام ہے۔ اور اُسے ناقص اور ذو اربعہ بھی کہتے ہیں۔ چونکہ معتل اللام یعنی ناقص کے واحد متکلم کے صیغے میں چار حرف ہیں۔ جیسے رَمَيْتُ۔

اس پر اشکال ہوتا ہے کہ صحیح کے صیغوں میں بھی چار چار حروف آتے ہیں جیسا کہ ضربتُ، نصرتُ وغیرہ۔ اور اسی طرح مثال کے اندر بھی چار حروف آتے ہیں جیسا کہ وَعَدْتُ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ تسمیہ کے لئے وجہ چاہیے عموم نہیں۔ یعنی جہاں جہاں وہ شرط پوری ہو جائے اور وہی نام رکھا جائے۔ ایسا نہیں ہے۔

اور متکلم کے صیغے کا اعتبار اس لئے کیا کہ اسلاف رحمہم اللہ متکلم کے صیغے سے گردان شروع کرتے تھے۔

و معتل بدو حرف دو قسم است دوسری قسم معتل بہ دو حرف ہے۔ اور وہ دو قسم پر ہے۔ یکی آنکہ دو حرف علت دریک جا بہم آیند ایک وہ ہے جب دو حرف علت ایک جگہ کے اندر اکھٹے آئیں۔ چنانچہ یَوْمٌ وَحَیٌّ جیسے یَوْمٌ اور حَیٌّ ۔ یومٌ کے اندر یاء اور واؤ اکھٹے آ گئے۔ حیّ کے اندر دو یاء اکھٹے آگئے۔ و اُو را لفیف مقرون گویند اور اسے لفیف مقرون کہتے ہے۔ قرن کا معنیٰ ہے ملا ہوا۔ دوم آنکہ متفرق باشند لفیف کی دوسری قسم وہ ہے جس میں دونوں حرف علّت متفرق یعنی جدا ہو۔ چوں وقیٰ و وَخیٰ جیسا کہ وَقیٰ اور وَخیٰ۔ ان مثالوں میں واو اور یاء جدا ہے۔ و او را لفیف مفروق گویند اور اس کو لفیف مفروق کہتے ہے۔ و اما اجتماع سہ حرف اصلی در یک کلمہ اور باقی تینوں حرف صحیح کا حوف علّت ہونا ایک ہی کلمہ کے اندر چوں یَیَّیْتُ یاءً ای کتبتُ یاءً یعنی میں نے یاء لکھی۔ و وَوَّيْتُ واوًا اور میں نے واؤ لکھا۔ قلیل است یہ قلیل ہے۔ یہ عربی میں صرف دو حروف آئے ہیں۔ اور انہیں معتل الکل کہتے ہیں۔

صرف مثال واوی۔ صرف واوی کی گردان۔ وَعَدَ يَعِدُ وَعْدًا و عِدَةً وَّ مِيْعَادًا وعْدًا، عدةً اور ميعادًا یہ تینوں اسکا مصدر استعمال ہوتا ہے۔ فهو وَاعِدٌ وَّ وُعِدَ يُوْعَدُ وَعْدًا وَّ عِدَةً فَذَاکَ مَوْعُوْدٌ الامر منه عِدْ والنهى عنه لَا تَعِدْ صرف مثال با صرف صحیح برابر ست مگر چند جا کہ ذکر کردہ شود مثال کی گردان صرف کی گردان کی طرح ہے، مگر چند جگہیں کہ جنہیں ذکر کیا جاتا ہے۔ یعنی اُن چند جگہوں میں قوانین لگتے ہیں اُن کو اب ذکر کر دیں گے۔ قانون1۔ ہر واو یکہ میان یاء مفتوحہ و کسرہ لازمی باشد ہر وہ واو جو کہ یائے مفتوحہ اور کسرہ لازمی کے درمیان ہو و حرکت یا مخالف واو باشد اور واؤ کی حرکت یاء کی مخالف ہو۔ آنرا بِیَفْگَنُنْد تو اُس واو

کو گرا دیتے ہیں۔ چنانچہ یَعِدُ کہ دراصل یَوْعِدُ بُود جیسا کہ یَعِدُ اصل میں یَوْعِدُ تھا۔ واو را بیفگندند یَعِدُ شد واو کو گرایا تو یَعِدُ ہوا۔ کیونکہ واؤ یائے مفتوحہ اور کسرہ لازم کے درمیان آیا تھا۔ و در یَوْجَلُ واو نَیُفتاد اور یوجَلُ کے اندر واو نہ گرا۔ وَجِلَ یَوْجَلُ زیرا کہ واو میان یاء و کسرہ لازمی نیست کیونکہ واؤ یائے مفتوحہ اور کسرہ لازم کے درمیان نہیں۔ واو سے ما قبل یائے مفتوحہ تو ہے لیکن ما بعد میں جیم ہے اور جیم پر فتحہ ہے۔

اما یَھَبُ کہ دراصل یَوْھِبُ بودہ است باقی یَھَبُ جو ہے وہ اصل میں یَوْھِبُ تھا۔ یہاں کسرہ تقدیرًا تھا۔ واو بیفتاد یَھِبُ شد واؤ گر گیا یَھِبُ ہوگیا۔ بعدہ عین فعل را از کسرہ نقل کردہ بفتح بُردند اسکے بعد عین کلمہ کو کسرے سے لے کر فتحہ پر لے گئے۔ یعنی اُسے فتحہ دیا گیا۔ برائ رعایت حرف حلق یَھَبُ شد حرف حلقی کی رعایت کی وجہ سے، تو یَھَبُ ہوا۔ حرف حلقی بھی ثقیل ہوتے ہیں۔ اور حرکات میں کسرہ بھی ثقیل ہوتا ہے۔ تو یہاں دو ثقل جمع ہوئے۔ تو ایک ثقل کو ختم کیا۔

و در یَعِدُ بر اصل گذاشتند اور یَعِدُ کے اندر اُسکو اپنے اصل پر رکھا۔ تا دلالت کند بر اصل باب تا کہ یہ دلالت کرے اصل باب پر۔

اعتراض۔ وَذَرَ یَذَرُ میں یذر کے اندر یہ واؤ کیوں گرا ہے۔ یہاں عین کلمہ حرف حلقی بھی نہیں اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اصل میں یَذِرُ تھا۔ تو اسکا جواب دیتے ہیں کہ یَذَرُ یہ محمول ہے یَدَعُ پر۔ کیونکہ یَدَعُ اصل میں یَدِعُ تھا۔ دال پر کسرہ بھی ثقیل اور آگے عین بھی ثقیل۔ تو اس لئے یَدِعُ کو یَدَعُ کیا۔ کیونکہ ایک ہی کلمہ کے اندر دو ثقل آ رہے تھے۔ اور یَذَرُ لفظوں کے اعتبار سے بھی یدع کی طرح ہے، یعنی جس طرح یدع کی ماضی استعمال نہیں ہوتی اسی طرح یَذَرُ کی معنیٰ بھی استعمال نہیں ہوتا۔ اور معنیٰ کے اعتبار سے بھی یدع کی طرح ہے۔ یَذَرُ کی معنیٰ بھی چھوڑنے کے ہے اور یَدَعُ کی معنیٰ بھی چھوڑنے کے ہے۔ پس اسی لئے یَذَرُ میں ذال پر فتحہ رکھا گیا۔ و اما یَذَرُ محمولست بر یَدَعُ اور باقی یَذَرُ یہ محمول ہے یَدَعُ پر۔

و در یُوجِبُ واو نَیُفتاد اور یوجب کے اندر واو نہیں گرا۔ کیونکہ یاء کی حرکت واؤ کی مخالف نہیں بلکہ موافق ہے۔ زیرا کہ حرکت یا موافق واو ست اس لئے کہ یاء کی حرکت واؤ کے موافق ہے۔ اور قانون میں پڑھا تھا کہ یا کی حرکت واؤ کے مخالف ہونا چاہیے۔

اعتراض: اعتراض یہ ہے کہ آپ نے کہا کہ یَعِدُ کے اندر واؤ اس لئے گرا ہے کہ وہ یائے مفتوحہ اور کسرہ لازم کے درمیان آیا۔ ٹھیک ہے ہمیں قانون منظور ہے، لیکن یَعِدُ یَعِدانِ یعدون تَعِدُ۔۔ تَعِدُ میں واؤ کیوں گرا۔ یہاں تو یائے مفتوحہ ماقبل میں ہے ہی نہیں۔ اسی طرح اَعِدُ اور نَعِدُ میں واؤ کیوں گرا۔ کیونکہ یہاں بھی ما قبل میں یائے مفتوحہ نہیں ہے۔ تو مصنفؒ اس کا جواب دے رہے ہیں۔ کہ جب ایک جگہ ہم نے واؤ گرا دیا تو سارے باب میں گرا دیا تا کہ سارا باب ایک جیسا ہو جائے۔ یہ نہ ہو کہ کہیں واؤ گرا ہوا ہے اور کہیں واؤ موجود ہے۔ جیسا کہ باب افعال میں یُکْرِمُ اصل میں یُئَکْرِمُ تھا۔ اور گردان کے واحد متکلم کے صیغے میں أُئَکْرِمُ آتا تھا۔ اور ہمزہ کی ادائیگی ثقیل ہے۔ تو ثقل در ثقل آتا۔ اس لئے ایک ہمزہ کو گرایا اور واحد متکلم کا صیغہ اُکْرِمُ رہ گیا۔ اور اسی وجہ سے پورے باب سے ہمزہ کو گرایا گیا۔ پس یُکْرِمُ، یکرمان الخ ہوا۔ و چوں واو از یَعِدُ بیُفتاد اور جب واؤ یَعِدُ سے گر گیا۔ از تَعِدُ و اَعِدُ و نَعِدُ نیز بیفتاد تو تَعِدُ، اَعِدُ اور نَعِدُ سے بھی گر گیا واؤ۔ تا حکم باب مختلف نہ شود۔ تا کہ باب کا حکم مختلف نہ ہو۔

قانون 2۔ ہر واویکہ بجای فا کلمہ در مصدر ہر وہ واو کہ مصدر میں فا کلمہ کی جگہ آئے۔ بروزن فِعْلٌ اُفتد اور وہ مصدر فعلٌ وزن پر واقع ہو۔ و در مستقبل او تعلیل شدہ باشد اور اُس باب کے مضارع کے صیغوں میں تعلیل ہوئی ہو۔ روا باشد جائز ہے کہ آن واو را حذف کنند کہ اُس واؤ کو حذف کر دے و عوض او تا در آخر در آرند اور اُس کے عوض میں تا اُس کے آخر میں لے آئے۔ چوں عِدَۃٌ و سِعَۃٌ۔ عِدَۃٌ اصل میں وِعْدٌ تھا۔ یہ فِعْلٌ وزن پر ہے۔ فا کلمہ کی جگہ واؤ ہے، اور اسکے مضارع میں اعلال ہوا ہے۔ جیسا کہ یَعِدُ اصل میں یَوْعِدُ تھا۔ تو یہاں پر جائز ہے کا واؤ کو خذف کرے اور اسکی جگہ آخر میں تا لے آئے تو عِدَۃٌ ہوا۔ اور سِعَۃٌ اصل میں وِسْعٌ تھا۔ واؤ کو خذف کیا اور آخر میں تاء لے آیا تو سعۃ ہوا۔

و اما نحو وِجْھَۃٌ قلیل است۔ اور باقی وِجْھَۃٌ جیسے لفظ قلیل ہے۔ پہلا قول: یا تو مصنفؒ کا مطلب یہ ہے کہ وجھۃ کے اندر تاء کو نہیں آنا چاہیے تھا کیونکہ واؤ خود موجود ہے۔ لیکن اس پر بھی اعتراض ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ واضع نے یہ لفظ فِعْلَۃٌ وزن پر ہی بنایا ہے۔ وجھۃ جہت اور جانب کو کہتے ہیں۔ جس جانب انسان متوجہ ہو جائے اُس طرف کو وجھۃ کہتا ہے۔ نیز ایک اعتراض یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کا قانون مصدر کے لئے ہے۔ اور وجھۃ جانب اور طرف کو کہتے ہے، پس یہ مصدر نہیں تو قانون اور ضابطہ کے تحت نہیں آتا۔

نیز بعض نسخوں میں جِھَۃٌ آیا ہے۔ تو مصنفؒ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس جیسے لفظ قلیل ہے۔ یعنی مصدر میں یہ قانون لگتا تھا کہ واؤ کو خذف کرے اور تاء اسکے عوض لے آئے۔ اور وجھۃ یہ اسم ہے۔ اس میں بھی یہ قانون لگا، واؤ کو خذف کیا اور جِھَۃٌ بن گیا۔ تو اسم میں اس قانون کا لگنا یہ قلیل ہے۔

دوسرا قول: اور یا مصنفؒ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تاء آئی ہے اب واؤ نہیں ہونا چاہیے تھا۔

درس 95: قانون 3۔ ہر واوی کہ ساکن مُظہر باشد ہر وہ واؤ جو کہ ساکن ہو اور مظہر ہو یعنی اُس کا ادغام نہ کیا گیا ہو۔ و ما قبل او مکسور اور اُسکا ماقبل مکسور ہو۔آن واو را بیا بدل کنند اُس واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں۔ چنانچہ مِیْعَادٌ و مِیْزَانٌ جیسا کہ مِیْعادٌ اور میزانٌ میں۔ میعاد اصل میں مِوْعَادٌ تھا۔ وَعَدَ سے ہے۔ اور میزانٌ اصل میں مِوْزانٌ تھا، وَزَنَ سے ہے۔ واؤ ساکن غیر مُدغام تھا اور اس سے ماقبل کسرہ تھا تو اُسکو یاء سے بدلا گیا۔ و در اِجْلِوَّاذ بسلامت ماند زیرا کہ مدغم است مظہر نیست اور اجلِوَّاذٌ میں واؤ ساکن سے ماقبل کسرہ ہے لیکن اُس کو واؤ سے نہیں بدلا گیا کیونکہ وہ مظہر نہیں ہے بلکہ مُدغم ہے۔

قانون 4۔ ہر یائیکہ ساکن باشد ہر وہ یاء جو کہ ساکن ہو و ما قبل او مضموم اور اُسکا ماقبل مضموم ہو۔ آں یا را بواو بدل کنند تو اُس واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں۔ چنانچہ اَیْقَنَ یُوْقِنُ اِیْقَانًا فھو مُوْقِنٌ الامر منہ اَیْقِنْ و النہی عنہ لا تُوْقِنْ ۔ یُوْقِنُ اصل میں یُـیْقِنُ تھا۔ یاء ساکن سے ما قبل ضمہ ہے تو یاء کو واو سے بدلا تو یُوْقِنُ ہوا۔ اور مُوْقِنٌ اصل میں مُـیْقِنٌ تھا۔ تو یاء کو واؤ سے بدلا اور مُوْقِنٌ ہوا۔ اور لا تُوْقِنْ اصل میں لا تُـیْقِنْ تھا۔

قانون 5۔ ہر واوی مضموم کہ بجای فا کلمہ باشد ہر وہ واؤ مضموم کہ وہ فا کلمہ کی جگہ ہو۔ و بعدہ واوی دیگر متحرک نبا شد اور اُسکے بعد دوسرا واؤ متحرک نہ ہو۔ روا بود جائز ہے کہ آں را بہمزہ بدل کنند کہ اُس واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا جائے۔ چوں اُقِّتَتْ و وُقِّتَتْ دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ وُقِّتَتْ میں واو مضموم فا کلمہ کی جگہ آیا، اور آگے کوئی دوسرا واؤ متحرک بھی نہیں تو اسکو واؤ کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے۔ لہذا اُقِّتَتْ پڑھنا

بھی جائز ہے۔ و اُوْرِیَ و وُوْرِیَ وُوْرِیَ کو اُوْرِیَ پڑھنا بھی جائز ہے۔ وُوْرِیَ میں فا کلمہ کی جگہ واؤ مضموم آیا اور اسکے بعد کلمہ میں واؤ ساکن تو آیا ہے لیکن واؤ متحرک نہیں لہٰذا اسکو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے اور اُوْرِیَ پڑھنا بھی صحیح ہے۔

اما در مکسور باقی جو واؤ مکسور ہے فا کلمہ کی جگہ۔ چنانچہ وِسَادةٌ جیسا کہ وسادۃ میں۔ اختلاف ست اسکے اندر اختلاف ہے۔ یعنی اس واؤ مکسور کو ہمزہ سے بدلیں گے یا نہیں۔ بعضی گفتہ اند روا باشد و بعضی گفتہ اند روا نیست بعض علماءؒ کے نزدیک اس واؤ مکسور کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے اور بعض علماءؒ کے نزدیک اس واؤ مکسور کو ہمزہ سے بدلنا جائز نہیں۔

اما در مفتوح روا نیست بالاتفاق اور اگر فا کلمہ کی جگہ واؤ مفتوح آ جائے تو اس واؤ مفتوحہ کو ہمزہ سے بدلنا جائز نہیں بالاتفاق۔ واما اَحَدٌ و اَنَاۃٌ شاذ است اور باقی اَحَدٌ اور اَناۃٌ یہ شاذ ہے۔ اَحَدٌ اصل میں وَحَدٌ تھا۔ اَنَاۃ اصل میں تھا وَناۃ۔ تو یہ دونوں خلاف قانون ہے۔

واما اگر دو متحرک دریک کلمہ بہم آیند اور اگر دو واؤ متحرک ایک ہی کلمہ کے اندر اکھٹے آئیں۔ واجب ست تو واجب ہے کہ واو اول را بہمزہ بدل کنند کہ واؤ اوّل کو ہمزہ سے بدلے اگر چہ مفتوح بَود اگر چہ وہ مفتوح ہی ہو۔ چنانچہ اَوَاصِلُ کہ جمع تکسیر واصِلةٌ است اَوَاصلُ اصل میں وَوَاصلُ تھا۔ اور یہ واصلةٌ کی جمع تکسیر ہے۔ دو واؤ ایک ہی کلمہ کے اندر آئے، تو پہلے واؤ کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہے۔ و اُوَیْعِدُ کہ تصغیر واعدٌ ست اور اُوَیْعِدُ کہ اصل میں وُوَیْعِدُ تھا اور یہ واعد کی تصغیر ہے۔ دو واؤ متحرک شروع میں آئیں اور پہلے کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہے تو اُوَیْعِدُ ہوا۔

قانون 6۔ ہر واو و یاء کہ در باب افتعال بجائے فاء کلمہ اُفتد ہر وہ واؤ اور یاء جو باب افتعال میں فاء کلمہ کی جگہ واقع ہو و آں واو و یا بدل از ہمزہ نبا شد اور وہ واؤ اور یاء ہمزہ سے بدل نہ ہو۔ آنرا بتا بدل کنند اُس واؤ اور یاء کو تاء سے بدل دیں گے بعدہ تا را درتا ادغام کنند اسکے بعد تاء کا تاء میں ادغام کرتے ہیں۔ چنانچہ اِتَّقَدَ یتقد اتقادًا فہو متقِدٌ اِتَّقَدَ اصل میں اِوْتَقَدَ تھا۔ اِوْتَقَدَ بروزن افتعل۔ فا کلمہ کی جگہ واؤ آیا ہے۔ اور اس باب کو ہم نے مثال کے اندر پڑھا ہے۔ اور واؤ ہمزہ سے بدل کر آیا ہوتا تو پھر اسکو مہموز کے اندر پڑھتے۔ اور اس کا مادّہ وَقَدَ ہے۔

و کذلک حکم الیاءِ اور اسی طرح یاء کا حکم ہے۔ نحو اِتَّسر یَتَّسِرُ اتسارًا اِتَّسَرَ اصل میں اِیْتَسَرَ تھا۔ یاء باب افتعال کی فا کلمہ کی جگہ آئی تو اسکو تا سے بدلا اور تا کا تاء میں ادغام کیا گیا تو اِتَّسَرَ ہوا۔

و در ائتمرا و اِئْتکل بتا بدل نکردند اور اِئْتَمَرَ اور اِئْتَکَلَ میں یاء کو تاء سے نہیں بدلا گیا۔ زیرانچہ یا بدل ست از ہمزہ اس لئے کہ یاء ہمزہ سے بدل ہے۔ اِیْتَمَرَ اصل اِئْتَمَرَ تھا۔ اور جب دو ہمزہ آئے۔ اول متحرک اور ثانی ساکن ہو۔ تو ثانی ہمزہ کو اوّل کے حرکت سے بدلنا واجب ہے۔ تو اِئْتَمَرَ اِیْتَمَرَ ہوا۔ اسی طرح اِیْتَکَلَ اصل میں اِئْتَکَلَ تھا۔

و اتَّخَذَ شاذ ست۔ اور اِتَّخذ شاذ ہے۔ اصل میں اِئْتَخَذَ تھا۔ دو ہمزے اکھٹے آئیں اور پہلا متحرک جبکہ ثانی ساکن ہے تو ثانی ہمزہ کو ماقبل کے حرکت کے موافق یاء سے بدلا تو اِیْتَخَذَ ہوا۔پھر یاء کو تاء کرکے تاء میں ادغام

کیا گیا تو اِتَّخَذَ بنا۔ اب یہ ہمارے قانون کے خلاف ہوا۔ اگرچہ یہ یاء ہمزہ سے بدل کر آئی ہے لیکن پھر بھی تاء ہو کر تاء میں مدغم ہوئی۔ تو مصنفؒ فرماتے ہیں کہ یہ شاذ ہے۔ قیاس کے مطابق اِیْتَخَذَ ہونا چاہیے۔

بعض علماءؒ نے اور جواب دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اَخَذَ مادّہ ہی نہیں ہے اسکا۔ اسکا مادّہ تَخَذَ ہے۔ اور یہ اِتْـتَخَذَ تھا۔ تاء کا تاء میں ادغام کیا گیا تو اِتَّخَذَ ہوا۔ تو اس صورت کے اندر یہ قانون کے خلاف نہیں ہوا۔

درس 96۔ صرف اجوف۔ قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا فہو قائلٌ و قِیْلَ یُقَالُ قولًا فذاک مَقُوْلٌ الامر منہ قُلْ والنہی عنہ لَا تَقُلْ یہاں قول مصدر ماقبل فعل کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ اور یہ مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے۔ فہو قائلٌ میں قائل اسم فاعل ہے۔ اور فذاک مقولٌ میں مقولٌ اسم مفعول ہے۔ اسم فاعل قوی ہوتا ہے اس لئے اس کے لئے قوی قسم کا معرفہ ضمیر لایا اور اسم مفعول ضغیف ہوتا ہے اس لئے اسکے لئے صعیف قسم کا معرفہ اسم اشارہ لے آیا۔

دوسرا یہ کہ فہو قائلٌ میں یہ ہو مبتدا بن جائے گا اور قائلٌ خبر۔ اسی طرح فذاک مقولٌ میں ذاک مبتدا اور مقولٌ خبر بن جائے گا۔

صرف ماضی معلوم قال قالا قالوا الخ الخ: الیٰ آخرہٖ یعنی آخر تک گردان ایسا ہی ہے۔ و مجہول اور ماضی مجہول کی گردان قیل قیلا قیلُوا الخ مستقبل معروف یقولُ یقولان یقولون الخ و مجہول یُقال یقالان یقالون الخ امر حاضر قل قولا قولوا قولی اسم فاعل قائل قائلان قائلون قائلۃٌ قائلتان قائلاتٌ اسم مفعول مَقُوْلٌ مقولان، مقولونَ مقولۃٌ مَقُوْلَتَانِ مقولاتٌ الظرف منہ مَقَالٌ و آلالۃ منہ مِقْوَلٌ یہ آلہ صغریٰ ہے۔ و مِقْوَلۃٌ یہ آلہ وسطیٰ ہے و مِقْوالٌ یہ آلہ کبریٰ ہے۔

قال دراصل قَوَل بودہ است قال اصل میں قَوَلَ تھا۔ واو الف گشت واو الف ہوا قال شُد۔ قالَ ہوا۔

گردان کے اندر ہم نے قانون پڑھا تھا کہ واؤ یا یاء متحرک ہو اور اس سے ماقبل فتحہ ہو تو اُس واؤ اور یاء کو الف سے بدلنا واجب ہے۔ اب مصنفؒ اُس قانون کے شرائط ذکر کر رہے ہیں۔

قانون 1۔ ہر واوی و یائیکہ متحرک باشد ہر وہ واؤ اور یاء جو کہ متحرک ہو۔ بحرکت لازمی حرکت لازمی کے ساتھ۔ یہ پہلی شرط ہے۔ و بعدہ الف تثنیہ و الف ضمیر اور اُس واؤ اور یاء کے بعد الف تثنیہ بھی نہ ہو اور الف ضمیر بھی نہ ہو، اسم کے اندر جو الف آ رہا ہے وہ تثنیہ کی علامت ہوتی ہے جیسا کہ رجلٌ سے رجلانِ۔ اور فعل کے اندر جو الف آ رہا ہے وہ تثنیہ کی ضمیر ہوتی ہے۔ جیسے ضربا میں یہ الف ضمیر ہے۔ و حرف ساکن اور ایسا حرف ساکن کہ لازم بود تحقق او و سکون اُو نبا شد کہ لازم ہو اُس کا ہونا۔ تحقق: ہونا اور اُس کا سکون۔ یعنی واؤ یا یاء متحرک ہو اور اسکے بعد ایسا حرف ساکن نہ ہو کہ اُس حرف کا ہونا بھی ضروری ہے اور اُس حرف کا سکون بھی ضروری ہو۔ جیسا کہ سَوادٌ میں واؤ متحرک ہے اور ماقبل فتحہ ہے۔ اس واؤ کو الف سے بدلنا چاہیے لیکن آگے الف آ رہا ہے، اور اس الف کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس کا ساکن ہونا بھی ضروری ہے۔ و ما قبل او از کلمہ او مفتوح باشد اور اُس واؤ یا یاء متحرک سے ماقبل اُسی کے کلمہ سے مفتوح ہو۔ یعنی واؤ یا یاء کا ما قبل اُسی کلمہ سے مفتوح ہو کسی اور حرف وغیرہ کے بڑھانے سے مفتوح نہ ہو۔ جیسے لَیَقُوْلَنَّ میں یاء متحرک ہے اور ماقبل فتحہ ہے۔ لیکن اس یاء کو الف سے نہیں بدلیں گے کیونکہ یہ جو لام آیا یہ اسی کلمہ کا نہیں اسی کو تاکید کے لئے ہم نے بڑھایا ہے۔ و آن واو و یا محمول اور وہ واؤ اور یاء محمول نہ ہو بر واو و یائے ایسی

واؤ اور یاء پر صحیح ضروری نبا شد کہ جن کا صحیح رکھنا ضروری ہو۔ جیسا کہ عَوِرَ میں واؤ متحرک ماقبل فتحہ کو الف سے نہ بدلا کیونکہ یہ واؤ اِعْوَرَّ کے واؤ پر محمول ہے۔ کیونکہ اعورّ کے اندر واؤ کو باقی رکھنا ضروری ہے۔تو اس عور کا واؤ ایسے واؤ پر محمول ہے کہ جس کا صحیح رکھنا ضروری ہے۔ و مصدر بروزن فَعَلیٰ و فَعَلانْ نبا شد اور وہ مصدر جس میں واؤ اور یاء متحرک ماقبل فتحہ ہو وہ فَعَلی اور فَعَلَان کے وزن پر نہ ہو۔ مصدر کے علاوہ بھی اگر کوئی اسم فَعَلی یا فعلان کے وزن پر ہو تو پھر بھی اُس میں واؤ اور یاء کو الف سے نہیں بدلتے۔ و لام کلمه او را تغیر نیفتاده باشد اور اُس کے لام کلمہ میں تبدیلی نہ کی گئی ہو۔ یہ آٹھواں شرط ہے۔ آنرا بالف بدل کنند اُس واؤ اور یاء کو الف سے بدلتے ہیں۔

گردان کے اندر ہم نے قانون پڑھا تھا کہ واؤ یا یاء متحرک ہو اور اس سے ماقبل فتحہ ہو تو اُس واؤ اور یاء کو الف سے بدلنا واجب ہے۔ اب مصنفؒ اُس قانون کے شرائط ذکر کر رہے ہیں۔

قانون 1۔ ہر واوی و یائیکه متحرک باشد ہر وہ واؤ اور یاء جو کہ متحرک ہو۔ بحرکت لازمی حرکت لازمی کے ساتھ۔ یہ پہلی شرط ہے۔ و بعده الف تثنیه و الف ضمیر اور اُس واؤ اور یاء کے بعد الف تثنیہ بھی نہ ہو اور الف ضمیر بھی نہ ہو، اسم کے اندر جو الف آ رہا ہے وہ تثنیہ کی علامت ہوتی ہے جیسا کہ رجلٌ سے رجلانِ۔ اور فعل کے اندر جو الف آ رہا ہے وہ تثنیہ کی ضمیر ہوتی ہے۔ جیسے ضربا میں یہ الف ضمیر ہے۔ و حرف ساکن اور ایسا حرف ساکن که لازم بود تحقق او و سکون اُو نبا شد کہ لازم ہو اُس کا ہونا۔ تحقق: ہونا اور اُس کا سکون۔ یعنی واؤ یا یاء متحرک ہو اور اسکے بعد ایسا حرف ساکن نہ ہو کہ اُس حرف کا ہونا بھی ضروری ہے اور اُس حرف کا سکون بھی ضروری ہو۔ جیسا کہ سَوادٌ میں واؤ متحرک ہے اور ماقبل فتحہ ہے۔ اس واؤ کو الف سے بدلنا چاہیے لیکن آگے الف آ رہا ہے، اور اس الف کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس کا ساکن ہونا بھی ضروری ہے۔ و ما قبل او از کلمه او مفتوح باشد اور اُس واؤ یا یاء متحرک سے ماقبل اُسی کے کلمہ سے مفتوح ہو۔ یعنی واؤ یا یاء کا ما قبل اُسی کلمہ سے مفتوح ہو کسی اور حرف وغیرہ کے بڑھانے سے مفتوح نہ ہو۔ جیسے لَیَقُوْلَنَّ میں یاء متحرک ہے اور ماقبل فتحہ ہے۔ لیکن اس یاء کو الف سے نہیں بدلیں گے کیونکہ یہ جو لام آیا یہ اسی کلمہ کا نہیں اسی کو تاکید کے لئے ہم نے بڑھایا ہے۔ و آن واو و یا محمول اور وہ واؤ اور یاء محمول نہ ہو بر واو و یائے ایسی

واؤ اور یاء پر صحیح ضروری نبا شد کہ جن کا صحیح رکھنا ضروری ہو۔ جیسا کہ عَوِرَ میں واؤ متحرک ماقبل فتحہ کو الف سے نہ بدلا کیونکہ یہ واؤ اِعْوَرَّ کے واؤ پر محمول ہے۔ کیونکہ اعورّ کے اندر واؤ کو باقی رکھنا ضروری ہے۔تو اس عور کا واؤ ایسے واؤ پر محمول ہے کہ جس کا صحیح رکھنا ضروری ہے۔ و مصدر بروزن فَعَلیٰ و فَعَلانْ نبا شد اور وہ مصدر جس میں واؤ اور یاء متحرک ماقبل فتحہ ہو وہ فَعَلی اور فَعَلَان کے وزن پر نہ ہو۔ مصدر کے علاوہ بھی اگر کوئی اسم فَعَلی یا فعلان کے وزن پر ہو تو پھر بھی اُس میں واؤ اور یاء کو الف سے نہیں بدلتے۔ و لام کلمه او را تغیر نیفتاده باشد اور اُس کے لام کلمہ میں تبدیلی نہ کی گئی ہو۔ یہ آٹھواں شرط ہے۔ آنرا بالف بدل کنند اُس واؤ اور یاء کو الف سے بدلتے ہیں۔

چنانچه قال و باع قال اصل میں قولَ تھا اور باع اصل میں بَیَعَ تھا۔ و بابٌ بابٌ اصل میں بَوَبٌ تھا۔ جمع اسکی ابواب آتی ہے۔ تو وہ واؤ واپس آ گیا۔ و نابٌ نابٌ اصل میں نَیَبٌ تھا۔ اس کی جمع انیاب ہے۔ دیکھو وہ یاء

واپس آ گئی۔ناب: کچلی کے دانت۔ سامنے کے چار دانتوں کے ساتھ جو دو نوکیلے دانت ہوتے ہیں۔ و عَصًا عَصًا اصل میں عَصَوٌ تھا۔ واؤ متحرک ماقبل فتحه کی وجه سے عَصَانْ ہوا۔ پھر التقائے ساکنین علیٰ غیر حدّہ آیا الف اور نون ساکن کے درمیان۔ تو پہلی ساکن الف مدّہ کو گرایا تو عَصَنْ یعنی عَصًا ہوا۔اور جب اس پر الف لام داخل ہوگا تو پھر تنوین گر جائے گا تو اَلْعَصا پڑھیں گے۔ جیسا که حمدٌ سے الحمدُ۔ عصًا یه اسم مقصور ہے۔وہ اسم جس کے آخر میں الف آئے اُسے اسم مقصور کہتے ہیں۔ عصًا کے آخر میں بظاہر تنوین ہے۔ لیکن وہ الف اجتماع ساکنین کو وجه سے گر گیا۔ الف اب بھی موجود ہے لیکن تقدیرًا۔ و رحًی اور رحًی اصل میں رَحَیٌ تھا۔ پھر رَحَان ہوا اور پھر الف کے گرنے سے رحًی ہوا۔ الف لام کی صورت میں الرحیٰ ہوتا۔ یہاں تک قانون مکمل ہوا اور مصنفؒ مثالیں بھی بیان کی۔

اب مصنفؒ کچھ ایسی مثالیں ذکر کریں گے که جن میں اعلال نہیں ہوتا۔ تو مصنفؒ وجه ذکر فرمائے گا، که اس وجه سے اعلال نہیں ہوا۔

و دَرْ جَیَلٌ و لَوِاشْتَطَعْنَا بسلامت ماند جَیَلٌ اور لواستطعنا کے اندر یاء اور واؤ سلامتے رہے۔ زیرا که حرکت واو و یاء عارضی ست لازمی نیست اس لئے که واؤ اور یاء کی حرکت عارضی ہے لازمی نہیں۔ جَیَلٌ دراصل جَیْئَلٌ تھا۔ اور ہم نے پڑھا ہے که یَسْئَلُ کے اندر یَسَلُ پڑھنا جائز ہے۔ کیونکه جب ہمزہ متحرک ہو، اور ماقبل میں ساکن ہو تو اس ہمزہ کو حذف کر کے اور اس کی حرکت ماقبل کو دینا جائز ہے۔ تو یَسْئَلُ سے یَسَلُ ہوا۔ تو یہاں بھی جَیْئَلٌ میں ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیا اور ہمزہ کو حذف کیا تو جَیَلٌ ہوا۔ جیلٌ گوہ کو کہتے ہیں۔ اور لَوِ اسْتَطَعْنَا کے اندر بھی واو الف نہیں ہوا۔ کیونکه یه اصل میں لَوْ اِسْتَطَعْنَا تھا۔ لَوْ کا واؤ ساکن اور اِسْتَطَعْنَا کے اندر ہمزہ وصل آیا اور وہ درج عبارت میں گر گیا۔ جب ہمزہ گرا تو آگے سین ہے وہ بھی ساکن اور لَوْ کے اندر واؤ بھی ساکن۔ واؤ اور سین دو ساکن اکھٹے ہوئے اور ایسی صورت میں پہلے ساکن کو کسرہ کی حرکت دیتے ہیں۔ تو لَوِ اسْتَطَعْنَا بن گیا۔ پس یہاں واؤ کی حرکت عارضی ہے یعنی اجتماع ساکنین کی وجه سے آیا ہے۔

و در لَیَقُوْلَنَّ یا الف نگشت اور لَیَقُوْلَنَّ کے اندر یاء الف نہیں ہوا۔ زیرا که ما قبل او از کلمه او مفتوح نیست اسی لئے که یا کے ماقبل اُسی کے کلمه سے مفتوح نہیں ہے۔ کیونکه یه لام تو تاکید کے لئے بڑھایا گیا ہے۔

و در عَصَوَان و رَحَیَانَ اعلال نکردند اور عصوانَ اور رحیان کے اندر اعلال نہیں کیا گیا۔ یه دونوں تثنیه کے صیغے ہیں۔ زیرا که بعد از ایشان الف تثنیه است کیونکه واؤ اور یاء دونوں کے بعد الف تثنیه ہے۔

و در دَعَوَا و یُدْعَیَانِ و اِخْشیا اعلال نکردند زیرا که بعد از یشان الف ضمیر ست اور ان تینوں فعلوں کے اندر اعلال نہیں کیا گیا کیونکه یہاں پر واؤ اور یاء کے بعد الف ضمیر ہے۔ دعوا یه ماضی ہے۔ یدعیان مضارع اور اخشیا امر کی مثال ہے۔ اَما اِخْشَیَنَّ محمولست بر اِخْشَیَا باقی اِخْشَیَنَّ یه محمول ہے اِخْشَیَا پر۔ لِمُشَابَهَةٍ بَیْنَهُمَا بوجه ان دونوں میں مشابہت کے پائے جانے کے و هی وُجُوْبُ الْفَتْحِ قَبْلَ مَا لَحِقَهُمَا اور وہ فتحه کا واجب ہونا ہے اُس چیز سے پہلے جو اُس کے ساتھ ملی ہے۔ اِخْشَیَنَّ میں نون ثقیله ساتھ ملی ہوئی ہے۔اور یه نون ثقیله مفرد کے صیغوں میں اپنے سے ماقبل فتحه چاہتا ہے۔ اور اسی طرح اِخْشَیَا میں الف ضمیر آئی۔ اور یه بھی اپنے سے ماقبل فتحه چاہتی ہے۔ یعنی دونوں اپنے سے ماقبل وجوبًا فتحه چاہتے ہیں۔ تو بایں اعتبار اخْشَیَنَّ بھی اِخْشَیَا کی طرح ہوا۔

و در سَوَادٌ و بَیَاضٌ بسلامت ماند اور سوادٌ اور بیاضٌ میں بھی واؤ اور یاء متحرک ہیں اور ماقبل فتحہ ہیں لیکن پھر بھی یہ دونوں سلامت رہے۔ زیرانچہ بعد از یشان حرف ساکن است اس لئے کہ واؤ اور یاء کے بعد الف حرف ساکن آیا۔ کہ لازم الوقوعست کہ جس کا واقع ہونا لازم ہے۔ بخلاف دَعَثْ و رَمَتْ دَعَثْ اصل میں دَعَوَتْ تھا۔ اور رَمَتْ اصل میں رَمَیَتْ تھا۔ یہاں واؤ اور یاء کو الف کر کے پھر گرا دیا گیا۔ تو اعتراض یہ ہے کہ یہاں پر واؤ اور یاء کو الف کیوں کیا گیا کیونکہ واؤ اور یاء کے بعد تاء ساکنہ موجود ہے۔ تو اس کا جواب مصنف ؒ یہ دیتا ہے کہ وہ ساکن لازم ہونا چاہیے پھر واؤ اور یاء کو نہیں بدلتے۔ اور دعت اور رمت میں تا لازم نہیں۔ جب فعل کا اسناد مؤنث کی طرف ہو تو یہ تاء آئے گی اگ فعل کا اسناد مؤنث کی طرف نہ ہو تو یہ تاء نہیں آئے گا۔ زیرا کہ تحقق تا لازمی نیست اس لئے کہ تاء کا پایا جانا لازمی نہیں ہے۔ فصل اُو جائز ست اُس کا جدا کرنا جائز ہے۔ یعنی جب مؤنث کی طرف اسناد نہ ہو تو تاء کو ہٹایا جائے گا۔

درس 97۔ و در عَوِرَ و حَوِرَ و عَیَنَ و اِجْتَوَرَ اعلال نکردند ان میں اعلال نہیں کیا گیا، زیرا نچہ محمول اند بر اِعْوَرَّ و اِحْوَرَّ و اِعْیَنَّ و تَجَاوَرَ اس لئے کہ یہ محمول ہے اِعورَّ، احْوَرَ، اِعْیَنَّ اور تجاوَرَ پر۔ لا تِّحَادِ الْمَعْنیٰ معنیٰ کے اتحاد کی وجہ سے۔ مصنف ؒ نے شرط لگائی تھی کہ وہ واؤ اور یاء کہ جس کا ماقبل مفتوح ہو، ایسی واؤ اور یاء پر محمول نہ ہو کہ جنکو صحیح رکھنا ضروری ہے۔ اور یہاں پر اِعورَّ، احْوَرَ، اِعْیَنَّ اور تجاوَرَ میں واؤ اور یاء کو صحیح رکھنا ضروری ہے۔

و در حَیَوَانٌ و مَوَتَانٌ بسلامت ماند ان میں واؤ اور یاء سلامت رہے زیرا کہ مصدر بروزن فَعلان ست کیونکہ یہ مصدر ہے فعلان کے وزن پر۔

و در حَیَدیٰ بسلامت ماند اور حَیَدیٰ کے اندر یا سلامت رہی زیرا کہ مصدر بروزن فَعَلیٰ ست اس لئے کہ یہ مصدر ہے فَعَلیٰ وزن پر

و در قَوِیَ و طَوَیٰ بسلامت ماند زیرا کہ لام کلمہ او را اعلال شدہ است اور قَوَیَ اور طَوَیٰ کے اندر واؤ اور یاء کو سلامت رکھا کیونکہ اُس کے لام کلمہ میں اعلال ہوا ہے۔ قَوِیَ اصل میں قَوِوَ تھا۔ واؤ طرف میں تھا اور اسکے ماقبل میں کسرہ تھا تو اسکو یاء سے بدلا تو قَوِیَ ہوا۔ اور طَوَیٰ اصل میں طَوَیَ تھا۔ یاء متحرک ما قبل فتحہ کی وجہ سے یاء الف سے بدلا تو طَوَیٰ ہوا۔ اب جب لام کلمہ میں اعلال ہوا۔ تو عین کلمہ میں اعلال کرنے سے پے در پے اعلال جمع ہو جائیں گے۔ اور یہ پسندیدہ نہیں ہے۔

اما تصحیح قَوَدٌ و خَوَنَةٌ شاذ ست قودٌ اور خونۃ کی تصحیح یعنی واؤ کو صحیح باقی رکھنا شاذ ہے۔

چنانچہ اعلال طائیٌّ لزوما و یَاجَلُ جوازا شاذ ست جیسا کہ طائیٌ کا اعلال لزوم کے طریقے پر اور یاجل کا اعلال جواز کے طریقے پر شاذ ہے۔

طائیٌّ میں اعلال کا پہلا طریقہ:۔ طائی قبیلہ جس شخصیت کے نام سے مشہور ہوا اُس کا نام تھا طَیِّئٌ۔ یہ سَیِّدٌ کے وزن پر ہے۔ پھر نسبت کے لئے یائے مشدد آخر میں ملائی گئی۔ جیسا کہ لاھور کی طرف نسبت کرنے کے لئے یائے مشدد ملائی جاتی ہے تو لاھورِیٌّ بن جاتا ہے۔ تو یہاں بھی یہ طَیِّئٌ تھا، اسکے ساتھ یائے مشدد نسبت کے لئے ملائی گئی تو طَیِّئِیٌّ بن گیا۔ تو دیکھئے ادھر جو پہلی یاء ہے وہ مشدد ہے۔ اور اس میں جو دوسری یائے متحرکہ ہے اُس کو حذف کیا گیا تو طَیْئِیٌّ بن گیا۔ پھر اس یائے ساکن کو خلاف القیاس الف سے بدلا تو طائِیٌّ بن گیا۔

طائیٌّ میں اعلال کا دوسرا طریقہ:۔ اور طے قبیلہ طَیٌّ نام سے مشہور ہوا۔ اسکے آخر میں یائے مشدد نسبت کے لئے ملائی گئی تو طَیِّیٌّ بن گیا۔ پھر یہ جو پہلی یائے مشدد تھی، اسکے اندر ثانی یاء جو متحرک ہے یعنی مُدغم فیہ ہے، اُسکو خلاف القیاس ہمزہ سے بدل دیا گیا۔ تو طَیْئِیٌّ ہوا۔ پھر اسکے بعد یائے ساکن ماقبل فتحہ تھا، اسکو خلاف القیاس الف سے بدلا تو طائیٌّ بن گیا۔

یاجل میں اعلال کا طریقہ: ہم نے باب میں پڑھا تھا وَجِلَ یَوْجَلُ ۔۔ تو یوجل میں بھی واؤ ساکن ہے اور ماقبل اسکا فتحہ ہے، اسکو واؤ سے نہیں بدلنا چاہیے لیکن خلاف القیاس جواز کے طریقے پر واؤ سے کبھی کبھار بدلا جاتا ہے اور یَاجَلُ بن جاتا ہے۔

قُلْنَ کہ دراصل قَوَلْنَ بودہ است قُلْنَ کہ اصل میں قَوَلْنَ تھا۔

جن صیغوں میں اعلال ہوا ہو اور اسکا اصل معلوم کرنا ہو۔ تو اسکو صحیح کے اندر لے جاؤ تو اصل معلوم ہو جائے گا۔ جیسا کہ قالَ باب نصر سے ہے۔ تو قالَ کے اندر قالَ، قالا، قالوا، قالتْ، قالتا، قُلْنَ ہے۔ اور نصرَ کے اندر نصرَ، نصرا، نصروا، نصرَت، نصرتا، نصرنَ ہو۔ تو نصرن کے مطابق قَوَلْنَ بن جائے گا۔ پس قُلْنَ کی اصل قَوَلْنَ ہے۔ پھر قالْنَ ہوا۔ پھر قَلْنَ ہوا۔ پھر قاف کو ضمہ دیا تا کہ حذف واؤ پر دلالت کرے۔ نقل کردہ از قَوَلْنَ بہ قَوُلْنَ آوردند نقل کر کے اُسکو قَوَلْنَ سے قَوُلْنَ پر لے آئے۔ واو حرف علت ضعیف بود واؤ حرف علّت صغیف ہے۔ و حرکت ضمہ بر اُو قوی اور اُس پر ضمہ کی حرکت قوی ہے۔ دشوار داشتند مشکل سمجھا۔ و بما قبل دادند تو ما قبل کو دے دیا تو قُوْلْنَ ہوا۔ و او را بیفگندند قُلْنَ شد اور اُس واؤ کو اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدّہ کی وجہ سے گرایا تو قُلْنَ ہوا۔

سوال: چرا نقل کردہ از قَوَلْنَ بہ قَوُلْنَ آوردند: کیوں نقل کیا قَوَلْنَ سے اور قَوُلْنَ لے آئے۔

جواب زیرا نچہ اگر بر اصل خود بماندے اس لئے کہ اگر یہ اپنے اصل پر خود باقی رہتا، یعنی قَوَلْنَ ہی واو الف گشتے و بیفتادے واؤ الف ہو جاتا اور گر جاتا ۔ یعنی قالْنَ ہوجاتا اور پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتا۔ دلیل نبودے بر حذف واو تو پھر قَلْنَ کے اندر حذف واؤ پر کوئی دلیل نہیں ہوتی۔

و کذلک بِعْنَ کہ دراصل بَیَعْنَ بودہ است اور اسی طرح بعنَ تھا کہ دراصل بَیَعْنَ تھا۔ باع یبیع باب ضرب یضرب سے ہے۔ باع باعا باعوا باعت باعتا بعنَ اسی طرح ضرب ضربا ضربوا، ضربتْ ضربتا ضربْن۔۔ تو بِعن اصل میں بَیَعْنَ ہوا۔ نقل کردہ از بَیَعْنَ بہ بَیِعْنَ آوردند نقل کر اُس کو بَیَعْنَ سے بَیِعْنَ پر لے آئے۔ حرکت یا نقل کردہ بما قبل دادند پھر بَیِعْنَ میں یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے دی تو بِیْعْنَ ہوا۔ تو اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ آیا یاء اور عین کے درمیان، تو اوّل ساکن حرف مدہ کو حذف کیا تو بِعْنَ ہوا۔ بعد از سلب حرکت ما قبل ماقبل کی حرکت سلب کرنے کے بعد۔ یعنی بَیِعْنْ میں یاء کی حرکت باء کو دی اور باء کی اپنی حرکت گرا دی۔ تو بِیْعْنَ ہوا۔ دو ساکن بہم آمدند اب دو ساکن اکھٹے آ گئے۔ یعنی یاء اور عین۔ اول را حذف کردند بِعْنَ شد اول ساکن یعنی یاء کو حذف کر دیا تو بِعْنَ ہوا۔ یہ ایک طریقہ مصنف ؒ نے ذکر کیا۔

اور دوسرا طریقہ جو محققین علماء ؒ فرماتے ہیں، وہ اب ذکر کرتے ہیں۔ اَوْ نقولُ یا ہم یہ کہتے ہیں۔ واو و یا الف گشتند واؤ اور یاء الف ہو گئے۔ یعنی قَوَلْنَ سے قَالْنَ اور بَیَعْنَ سے باعْنَ۔ و بیفتادند اور دونوں گر گئے۔ و ما

قبل حرف علت در قُلْنَ مضموم کردند اور حرف علّت سے ماقبل قُلْنَ کے اندر مضموم کیا۔ یعنی قَلْنَ سے قُلْنَ کیا و در بِعْنَ مکسور اور بَعْنَ سے بِعْنَ کیا۔

قانون 2۔ ہر واو و یائے کہ در ماضی ثلاثی مجرد الف گردد و بیُفتد ہر وہ واو اور یاء کہ ثلاثی مجرد کے ماضی میں الف ہو جائے اور پھر گر جائے۔ جیسا کہ قُلْنَ اور بِعْنَ میں گری ہے۔ حرکت ما قبل او را موافق او گردانند اُس کے ماقبل کی حرکت اُس کے موافق کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ قَلْنَ میں واؤ گرا تھا تو قاف کی حرکت واؤ کے موافق کیا تو قُلْنَ ہوا۔ اور بَعْنَ میں یاء گری تھی تو باء کی حرکت اُس کے موافق کر دی تو بِعْنَ ہوا۔

اما در خِفْنَ خِفْنَ اصل میں خَوِفْنَ تھا۔ یہاں پر خَافْن اور پھر خَفْنَ اور پھر خُفْنَ ہونا چاہیے تھا۔ لیکن یہاں ایسا نہیں ہوا۔ مصنفؒ بتلا رہے ہیں کہ یہ شاذ ہے۔ لیکن یہاں ایسا نہیں ہوا، واؤ الف سے نہیں بدلا بلکہ واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے دی گئی تو خِوْفْنَ ہوا۔ پھر واؤ یاء سے بدل گیا تو خِیْفْنَ ہوا۔ پھر یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا تو خِفْنَ ہوا۔ حرکت واو بما قبل دادند واؤ کی حرکت ماقبل کو دے دی گئی۔ و او را بالف بدل نکردند اور اُس الف سے نہیں بدلا بر خلاف قیاس خلاف القیاس یعنی یہ شاذ ہے۔

محشی کے نزدیک۔ اب محشی صاحبؒ ایسا قاعدہ بیان کریں گے کہ قُلْنَ کو قلنَ ، بعن کو بِعْن اور خِفْنَ کو خِفْنَ ہی ہونا چاہیے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ماضی معلوم کے اندر وہ واؤ اور یاء جو الف ہو کر گر جائے، وہاں پر ماقبل کی حرکت اُس واؤ اور یاء کی حرکت کے موافق کر دیں گے۔ یعنی فاء کی حرکت عین کلمہ کے موافق کر دیں گے۔ اور اگر پہلے سے موافق ہے، تو پھر واؤ کی صورت میں ضمہ دے دو اور یاء کی صورت میں کسرہ۔

نقل حرکت کی مثال: جب عین کلمہ کی حرکت فاء کلمہ کو دے دیا جائے۔ جیسا کہ خَوِفْنَ میں واؤ الف ہوا، اور پھر گر گیا، اور اس واؤ کی حرکت کسرہ تھی۔ تو اس حرکت کو فا کلمہ یعنی خا کو دو تو خِفْنَ بن جائے گا۔

جب فا اور عین کلمہ کی حرکات موافق ہو اُس کی مثالیں۔ جیسا کہ بَیَعْنَ میں یاء الف ہوا اور پھر گر گیا۔ چونکہ فا کلمہ اور عین کلمہ کی حرکت ایک جیسے ہے، تو اس صورت میں فا کلمہ کو یاء کی مناسبت سے کسرہ دے دو۔ تو بِعْنَ ہو جائے گا۔ اور قَوَلْنَ میں بھی قاف اور واؤ کی ایک جیسی حرکتیں ہیں۔ تو یہاں پر بھی قاف کو واؤ کی مناسبت سے ضمہ دے دو تو قُلْنَ ہو جائے گا۔

درس 98۔ سوال واو و یاء را چرا بیفگندند۔ واؤ اور یاء کو کیوں گرا دیتے ہیں۔

جواب۔ از برای آنکہ اس وجہ سے ہر جائیکہ دو ساکن بہم آیند ہر وہ جگہ جہاں پر دو ساکن اکھٹے آئیں بر غیر حَدِّ خُود اپنی حد کے غیر پر۔ یعنی اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدّہ مراد ہے۔ یعنی وہ اجتماع ساکنین جس میں اپنے حد سے بڑھ کر ثقل آ جائے۔

اجتماع ساکنین علیٰ حدّہ وہ ہے جس میں دو شرطیں ہوں یعنی اوّل ساکن حرف مدّہ ہو، اور دوسرا ساکن مُدغم ہو۔ اور یہ جائز ہے۔ جیسے مادَّةٌ ۔ یہاں الف حرف مدّہ پہلا ساکن ہے ،اور دال حرف مُدغم دوسرا ساکن ہے۔ یہ بھی اجتماع ساکنین ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے صرف ثقل آیا۔ یعنی ادائیگی مشکل ہوئی۔ اور یہ جائز ہے۔ یہاں بھی ثقل ہے لیکن یہ ثقل اپنے حد کے اندر ہے۔

اور اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ وہ ہے جہاں پر وہ دو شرطیں نہ ہو۔ چاہے ان میں سے ایک شرط پورا نہ ہو اور چاہے دونوں شرائط پوری نہ ہو۔ اور اس صورت کے اندر حرف علّت کو گرا دیتے ہیں۔

و اول ایشان مدہ بَود اور اُن میں سے پہلا ساکن مدّہ ہو۔ نَخُشتَیْن را بیفگنند تو پہلے ساکن یعنی حرف مدّہ کو گرا دیتے ہیں۔ چنانچہ قُلْنَ و یَقُلْنَ و لم یَقل و قل و بع و بعن و یبعن و لم یبع و دعت و رمت قُلْنَ جمع مؤنث غائب فعل ماضی معروف، فعل ماضی مجہول اور امر حاضر معروف بھی ہے۔ ماضی معروف کے اندر قَوْلْنَ سے بنا ہے، ماضی مجہول میں قُوِلْنَ سے بنا۔ اسی طرح ان تمام صیغوں میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ یا یاء گری ہے۔ قُل تقولُ سے بنا ہے۔ اور بع تَبیعُ سے بنا ہے۔ دَعَتْ دَعَوَتْ سے بنا ہے، باب نصر سے ہے اور واوی ہے۔ اور رَمَتْ رَمَیَتْ سے بنا ہے۔

و بعضی گفتہ اند اور بعض علماءؒ نے فرمایا ہے۔ اگر دو حرف علت ساکن بہم آیند اگر دو حرف علّت ساکن اکھٹے آ جائیں۔ علیٰ نحو ما ذکرنا اُس طریقے پر جو ہم نے ذکر کیا۔ یعنی اُن ساکنوں میں اوّل ساکن مدّہ ہو۔ اول اصلی دوم زائدہ اور اُن میں سے اوّل اصلی ہو اور دوم زائدہ ہو۔ اصلی را حذف باید کرد اصلی کو حذف کرنا چاہیے۔ جیسا کہ مَقُوْلٌ صیغہ اسم مفعول اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا۔ واؤ پر ضمہ ثقیل تھا تو ماقبل قاف کو دیا تو مَقُوْوْلٌ ہوا۔ اور ان میں پہلا واؤ اصلی ہے کیونکہ عین کلمہ کے مقابلے میں آیا ہے۔ لہٰذا اس واؤ کو حذف کریں گے۔ تو مَقُوْلٌ رہ جائے گا۔ زیرانچہ زائدہ علامت ست اس لئے کہ حرف زائدہ علامت ہے۔ والعلامۃُ لا تُحْذَفُ اور علامت کو حذف نہیں کیا جا سکتا۔

و بعضے گفتہ اند دوم را حذف باید کرد اور بعض علماءؒ نے فرمایا ہے دوسرے ساکن کو حذف کرنا چاہیے۔ لِاَنَّ الزَّائِدَ اَحَقُّ بالحَذْفِ کیونکہ حرف زائد زیادہ حقدار ہے حذف کا۔ فعلیٰ ھذا پس بنا بر اس قول کے المحذوف من نحو مقُول و او مفعول مَقُوْلٌ کے اندر دوسرے واؤ کو حذف کیا گیا ہے جو کہ مفعول کی علامت ہے۔ اور یہاں مَفُعْلٌ وزن باقی رہ گیا۔ و عَلَی الْاَوَّلِ عَیْنَ الکَلِمَۃِ اور پہلے قول کے مطابق مَقُوْلٌ سے عین الکلمہ یعنی پہلے واؤ کو حذف کیا گیا ہے۔ اور یہاں مَفُوْلٌ وزن باقی رہ گیا۔

بداں کہ جان لے تو کہ حرکت عارضی در حکم سکون ست حرکت عارضی سکون کے حکم میں ہے۔ بعض اوقات حرف ساکن ہوتا ہے اور اُس کو عارضی حرکت دیا جاتا ہے۔ تو اس عارضی حرکت کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ و حرکت عارضی آن بَود اور حرکت عارضی وہ ہے کہ حرف متحرک مستحق سکون بُودہ است یعنی فی الحال جو عارضی طور پر متحرک ہے وہ سکون کا مستحق تھا۔ و بنا بر ضرورت متحرک کردہ باشند اور ضرورت کی وجہ سے اُس کو متحرک کیا ہے۔ و لھذا تقولُ اور اسی وجہ سے آپ یوں کہیں گے۔

و قُلِ الْحَقُّ یہاں پر قُلْ اور اَلْحَق اکھٹے آئیں۔ ہمزہ مفتوحہ وصلی ہونے کی وجہ سے درج کلام میں گر گیا۔ اب قُلْ کا لام بھی ساکن اور آگے الحق کا لام بھی ساکن۔ تو اجتماع ساکنین آیا۔ اب چونکہ پہلا ساکن حرف مدّہ نہیں تو اس کو کسرہ کی حرکت دیں گے۔ اب مصنفؒ سمجھانا یہ چاہتے ہیں کہ قُلْ جو کہ اصل میں تَقُوْلُ تھا۔ اور پھر قُوْلْ بن گیا۔ اور پھر واؤ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا تھا، اور قُلْ بنا تھا۔ اب چونکہ قُلِ الْحَقُّ میں قُلْ کے لام پر حرکت آیا تو اُس واؤ کو واپس آنا چاہیے تھا اور قُوْلِ الحَقُّ ہونا چاہیے تھا۔ تو مصنفؒ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ واؤ اب واپس نہیں آئے گا کیونکہ یہاں لام کی حرکت عارضی ہے۔ اور عارضی حرکت کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ عارضی حرکت بھی سکون کے حکم میں ہے۔

و بِـعِ الثوْبَ یہاں بھی بع کے عین پر کسرہ عارضی ہے۔ اور وہ یاء جو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی تھی اُس کو واپس نہیں لایا جا سکتا۔

و دَعَتَا دَعَتْ اصل میں دَعَوَتْ تھا۔ پھر دَعَاتْ ہوا اور پھر دَعَتْ۔ اب جب اسکے ساتھ تثنیہ کی ضمیر ملتی ہے تو دَعَتْا بن جاتا ہے۔ تاء بھی ساکن اور الف بھی ساکن۔ تو تا کو فتحہ کی عارضی حرکت دے دی گئی۔ تو دَعَتَا بن گیا۔ اور وہ الف جو اجتماع ساکنین کی وجہ سے دعاتْ میں گر گیا تھا اب واپس نہیں آئے گا۔

نیز دعیٰ باب نصر سے ہے۔ اور تثنیہ مؤنث کا صیغہ باب نصر سے نَصَرَتَا ہے اس وزن پر دعیٰ سے دَعَوَتَا آئے گا۔ واؤ متحرک ماقبل فتحہ کو الف سے بدلا تو دَعَاتَا بن گیا۔ اب یہاں تاء کی دو حالتیں ہیں۔ نیز تا سے پہلے بھی الف ہے اور بعد میں بھی الف ہے۔

حالت نمبر 1۔ تا کی اصلی حالت سکون والی ہے۔ اور تا سے پہلے جو الف ہے وہ بھی اصلی ہے۔ تو اس صورت میں پہلے الف اور تاء کے درمیان اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ آیا، تو پہلا ساکن الف حرف مدّہ تھا لہٰذا اسکو گرایا، تو دَعَتَا بن گیا۔

حالت نمبر 2۔ تا کی عارضی حرکت فتحہ ہے۔ اور تا کے بعد والا الف عارضی ہے۔ تاء پر یہ فتحہ الف کی وجہ سے آیا تھا۔ کیونکہ الف اپنے سے ماقبل فتحہ چاہتا ہے۔ اس دوسری حالت میں تاء اور دوسرے الف کے درمیان اجتماع ساکنین نہیں آیا لہٰذا دعَتَا ہی رہ جائے گا۔

اشکال: آپ نے خود بتایا کہ دعتا میں تا کی حرکت عارضی ہے اور عارضی حرکت سکون کے حکم میں ہے۔ جب یہ سکون ہے تو تا بھی ساکن اور آگے الف بھی ساکن، تو اجتماع ساکنین علی غیر حدّہ کی خرابی لازم آئی۔

جواب۔ جواب یہ کہ اس "تا" کی دو حالتیں ہیں۔ ایک اصلی حالت اور ایک عارضی حالت۔ اصلی حالت وہ تھی جب وہ ساکن تھی، عارضی حالت یہ ہے کہ یہ متحرک ہے۔ اب اس کے ساتھ الف بھی دو آئیں۔ ایک اس سے ماقبل کا الف تھا ایک اس سے مابعد کا الف ہے۔ ماقبل کا الف تھا اصلی اور مابعد کا الف ہے عارضی۔ تو اصلی کے لئے اصلی حالت کا اعتبار کیا اور عارضی کے لئے عارضی حالت کا اعتبار کیا۔ یعنی دَعَاتْ میں الف بھی اصلی اور تاء کی سکون بھی اصلی۔ تو اس صورت میں اصلی کے لئے اصلی کا اعتبار کیا، اور الف گر گیا۔ تو دَعَتْ بن گیا۔ اور دَعَتَا میں الف عارضی ہے اور تا کی عارضی حالت متحرک ہے۔ تو عارضی الف کے لئے عارضی کا اعتبار کیا۔ تو اس وجہ سے یہاں اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ کی خرابی لازم نہیں آئی۔

اور رمیٰ کے گردان میں جب اسم تفضیل کی گردان آئی تو۔ و افعل تفضیل المذکر منه أَرْمیٰ والجمع أَرَامٍ والمؤنث منه رُمْیٰ رُمَیَاتٌ و رُمًی حالانکہ ہونا چاہیے تھا رُمَایَاتٌ۔ لیکن حضرت شیخ صاحبؒ یعنی حضرت محمد موسیٰ روحانی بازیؒ نے جو گردانیں لکھوائی ہیں تو اُس میں رُمَیَاتٌ لکھوایا ہے۔

حضرت شیخؒ کی تفصیل: رُمَیَاتٌ اصل میں رُمْیَیَاتٌ بروزن ضُرْبَیَاتٌ تھا۔ (رُمیٰ یعنی رُمْیَیٰ میں ایک یاء ہے اور ایک الف تانیث ہے۔ اور الف مقصورۃ کے قانون کے مطابق جب الف مقصورۃ چوتھی یا پانچویں جگہ ہو اور اسکا تثنیہ یا جمع مؤنث سالم بنان ہو تو اسکو یاء سے بدلا ہوگا، جیسا کہ ضُرْبَیٰ سے ضُرْبَیانِ اور ضُرْبیاتٌ اسی طرح مصطفیٰ سے مُصْطَفَیَانِ اور مُصْطَفَیَاتٌ۔ تو اس رُمَیٰ میں الف یاء بن جائے گا اور جمع مؤنث سالم رُمْیَیَاتٌ بن جائے گا۔) پھر یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل میں میم کو دیا تو رُمَیْیَاتٌ بنا۔ پھر اُس حرکت کی وجہ سے یاء ساکنہ کو الف کیا۔ تو رُمَایَاتٌ ہوا۔ (جس طرح اسم ظرف مَقَالٌ اصل میں مَقْوَلٌ تھا۔ واؤ کی حرکت قاف کو دیا تو مَقَوْلٌ بنا۔

پھر واؤ کو ماقبل حرکت کی وجہ سے الف کیا تو مَقَالٌ بنا)۔ پھر اس الف کو اسی قانون کے تحت گرایا جس قانون کے تحت دَعَتَا صیغہ تثنیہ مؤنث غائب فعل ماضی معروف میں تاء سے قبل الف کو گرایا تھا۔ یعنی اصلی کے لئے اصلی کا اعتبار کیا اور عارضی کے لئے عارضی کا اعتبار کیا۔ رُمْيَيَاتٌ جو کہ رُمَايَاتٌ بنا۔ اب جو یاء موجود ہے یہ اصل میں ساکن یعنی الف تثنیہ تھی اور فی الحال متحرک ہے۔ اسی یاء سے ماقبل والا الف اصلی ہے، اور یاء کی اصلی حرکت سکون تھی۔ تو اصلی کے لئے اصلی کا اعتبار کیا تو اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ آیا تو اس وجہ سے پہلے والے الف کو گرایا اور باقی رُمَيَاتٌ رہ گیا۔ اور اب رُمَيَاتٌ میں یہ الف عارضی ہے۔ اور یاء کی حرکت بھی عارضی ہے۔ تو اس صورت میں اجتماع ساکنیں کی خرابی نہیں آتی۔ لہٰذا اس دوسرے الف کو نہیں گرایا۔

بخلاف لم يقولا بخلاف لم یقولا کے ۔ گردان میں لم يَقُلْ لَمْ يَقُوْلاَ تھا۔ لم یقلْ میں لام اس لئے ساکن ہے کیونکہ اسکو لم نے جزم دیا۔ اب جب لم يَقُوْلاَ میں لام کو حرکت مل گیا اور یہ حرکت عارضی ہے۔ اور عارضی حرکت سکون کے درجے میں ہوتا ہے لہٰذا اس واؤ کو واپس نہیں آنا چاہیے تھا، ورنہ اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ کی خرابی لازم آئیگی۔ مصنفؒ جواب دیتے ہیں کہ اصل میں یہ تثنیہ کا صیغہ ہے اور لم نے نون اعرابی کو گرایا۔ جیسا کہ يَقُوْلُ يَقُوْلَانِ میں جب یقولان پر لم آیا تو لَمْ يَقُوْلَا ہوا۔ ہاں پہلے صیغے میں لم "لام" کو جزم دیتا ہے جیسا کہ يَقُوْلُ پر جب لم داخل ہو جائے تو لم يَقُوْلْ بن جاتا ہے اور پھر واؤ گر جاتا ہے اجتماع ساکنین کی وجہ سے تو لم يقُلْ رہ جاتا ہے۔ لہٰذا لَمْ يَقُوْلَا میں لام کی حرکت عارضی نہیں ہے۔ اور جب یہ حرکت عارضی نہیں تو اجتماع ساکنین کی خرابی لازم نہیں آتی۔ و ذلک لان الجزم واقع على النون دون اللام اور اس وجہ سے کہ وہ جزم واقع ہوا ہے نون پر نہ کہ لام پر۔

و کذلک قُوْلَا قُلْ صیغہ امر کا تثنیہ قُوْلَا اس میں الف تثنیہ کی علامت یہ تو عارضی ہے اور لام پر جو حرکت آیا یہ بھی عارضی ہے۔ لہٰذا اس واؤ کو دوبارہ نہیں آنا چاہیے، کیونکہ اس سے اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ کی خرابی لازم آئے گی۔ مصنفؒ اس کا جواب دیتے ہیں کہ ایسا نہیں یہ قُوْلَا مضارع معلوم کے تثنیہ مذکر مخاطب کے صیغے تَقُوْلَانِ سے بنا ہے۔ اور امر بنانے کے لئے جب جزم دیا تو نون اعرابی کو گرایا، پھر حروف اتین میں سے یہاں تاء ہے اسکو گرایا، تو قُوْلَا رہ گیا۔ لہٰذا قُولا میں لام کی حرکت عارضی نہیں۔ اور جب یہ حرکت عارضی نہیں تو اجتماع ساکنین کی خرابی لازم نہیں آتی۔ لِاَنَّ البناء يَتّبِعُ اعراب المستقبل کیونکہ بناء تابع ہوتی ہے فعل مضارع کے اعراب کے۔ یعنی فعل مضارع پر جب جزم آتا ہے تو نون گر جاتا ہے لہٰذا یہاں بھی نون گرا۔

اما قُولَنَّ محمولست بر قُوْلَا باقی قولنَّ یہ محمول ہے قولا پر لما تقدَّم اُس وجہ سے جو گزر گئی۔ قُوْلَنَّ میں یہ نون مشدد نون تاکید ہے جو فعل کے ساتھ ملتا ہے۔ یہ قُلْ کے ساتھ ملا۔ اور یہ نون تاکید اپنے سے ماقبل مفرد میں فتحہ چاہتا ہے۔ لہٰذا قُلْ میں لام پر فتحہ آیا۔ اور وہ واؤ جو اجتماع ساکنین سے گرا تھا وہ واپس آ جائے گا کیونکہ اب اجتماع ساکنین نہیں اور قُوْلَنَّ بن جائے گا۔

اس پر ایک اعتراض یہ ہوتا ہے کہ قولَنَّ میں لام کو یہ حرکت جو مل گئی یہ عارضی ہے۔ اور عارضی حرکت سکون کے درجے میں ہے۔ لہٰذا اُس واؤ کو واپس نہیں آنا چاہیے تھا، اور قُلَنَّ کہنا چاہیے تھا۔ کیونکہ اس سے اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ کی خرابی آئیگی۔ تو مصنفؒ نے اس کا جواب یہ دیا کہ قُولَنَّ قُوْلَا پر محمول ہے۔ لما تقدم سے مصنفؒ کا مراد یہ ہے کہ "و اَما اِخشَينَّ محمولست بر اِخْشَيَا" جو پیچھے گزرا ہے۔ اور وہ ایک مشابہت تھی وجوب الفتحه کی۔ کیونکہ اِخْشَيَا کے ساتھ الف ضمیر ملا ہوا تھا جو وجوبًا اپنے سے ماقبل فتحہ چاہتا تھا، اور نون

تاکید بھی مفرد کے صیغوں میں اپنے سے ماقبل فتحہ چاہتا ہے۔ تو چنانچہ دونوں ایک دوسرے کے مشابہ ہوئے۔ پس لہٰذا جب اِخْشَیَا میں اعلال نہیں کیا گیا تھا تو اِخْشَیَنَّ میں بھی اعلال نہیں کیا گیا۔ یعنی دونوں صیغوں میں یائے متحرکہ اور ماقبل فتحہ کو الف سے نہیں بدلا گیا۔ پس جس طرح وہاں اِخشینَّ محمول تھا اِخْشَیَا پر تو اسی طرح یہاں بھی قُولنَّ محمول ہے قُولا پر۔ جس طرح قولا کے اندر واؤ نہیں گرا تو اسی طرح قولنَّ کے اندر بھی واؤ نہیں گرا۔

و در دَعَوُا اللہ گردان میں دَعَا دَعَوَا دَعَوْا تھا۔ پھر جب دَعَوْا کو لفظ اللہ کے ساتھ ملایا تو اجتماع ساکنین آیا۔ تو واؤ کو ضمہ کی حرکت دے دی گئی تو دَعَوُا اللہ بن گیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس واؤ کو گرایا کیوں نہیں اجتماع ساکنین کی وجہ سے۔ تو جواب یہ ہے کہ جب پہلا ساکن مدّہ ہو تب گرا دیتے ہیں۔ اور واؤ یہاں پر حرف مدّہ نہیں۔ و قُلِ الحَقُّ اور اسی طرح قُلِ الحق میں بھی ہے۔ حذف نکردند حذف نہیں کیا۔ آخر کلمہ را حرکت دادند آخر کلمہ کو حرکت دے دی۔ زیرا کہ اول ایشان مدہ نَبود اس لئے کہ ان کا پہلا ساکن مدّہ نہیں تھا۔ و سیاتی حکمہ ان شاء اللہ تعالیٰ اور عنقریب انکا حکم آ جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

درس 99۔ قِیْلَ دراصل قُولَ بود قیل اصل میں قُولَ تھا۔ باب نصر سے ماضی مجہول کا پہلا صیغہ نُصِرَ ہے۔ تو یہ قُوِلَ بن جائے گا۔ حرکت واو بقاف دادند واؤ کی حرکت قاف کو دے دی گئی۔ قاف کی حرکت گرا دی گئی تو قِوْلَ بنا۔ زیرا پس واؤ ساکن ماقبل او مکسور پس واؤ ساکن اور اُسکا ماقبل مکسور ہوا۔ آں واو را بیا بدل کردند اُس واؤ کو یاء سے بدل دیا۔ قِیْلَ شد قِیْلَ ہوا۔

یہ تو تعلیل بیان کی۔ اب مصنفؒ اس تعلیل کا قانون اور شرائط بیان کرے گا۔

قانونُہٗ اس اعلال کا قانون۔ ہر واوے و یائے کہ مضموم یا مکسور ہر وہ واؤ اور یاء کہ مضموم ہو یا مکسور ہو در[1] فعل متصرف فعل متصرف کے اندر ہو۔ فعل متصرف سے مراد وہ فعل ہے کہ جسکی گران ہو رہی ہو۔ یہ پہلا شرط ہے۔ اس شرط کے ذریعے فعل تعجب کو نکال دیا گیا۔ و[1] ما یَتَعَلَّقُ بہ اور وہ اسم جو اس فعل کے ساتھ متعلق تھے، وہ واؤ اور یاء اس میں آ جائیں۔ یعنی فعل کے اندر آئیں یا فعل کے متعلق اسم میں آئیں۔ ما سے مراد اسم ہے۔ یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، مصدر اور ظرف وغیرہ مراد ہے۔ [2]متوسط بَود درمیان میں ہو یعنی عین کلمہ کی جگہ ہو۔ یعنی واؤ یا یاء مضموم یا مکسور فعل کے اندر عین کلمہ کی جگہ ہو۔ یا[2] در حکم توسُّط یا توسط کے حکم میں ہو۔ یعنی یہ واؤ اور یاء تو آخر میں آیا ہو، لیکن اس واؤ اور یاء کے بعد اُس اسم یا فعل کے ساتھ کوئی ضمیر مل گئی ہو۔ یعنی پہلے تو وہ واؤ اور یاء آخر میں تھا لیکن جب ضمیر مل گئی تو درمیان کے حکم میں ہوا۔

یا اسی طرح اسم فاعل تھا جس کے آخر میں واؤ یا یاء آ رہی ہو۔ اور جب اسم فاعل کا تثنیہ یا جمع بناتے ہے تو اس وجہ سے یہ واؤ اور یاء مضموم یا مکسور درمیان کے حکم میں ہو جائے گا۔ و[3] دراصل بسلامت نماندہ باشد اور اصل کے اندر سلامت نہ رہا ہو۔یعنی وہاں اُس میں تعلیل ہوئی ہو۔ اصل سے مراد ماضی معلوم ہے۔ جیسے قَالَ اصل میں قَوَلَ تھا۔ اس میں واؤ اصل کے اندر سلامت نہ رہا۔ و[4] ما قبل او مفتوح نبا شد اور وہ واؤ اور یاء جو مضموم یا مکسور ہے اُس کا ما قبل مفتوح نہ ہو۔ حرکت آں بما قبل دہند جب یہ چار شرطیں پوری ہوں گی تو

اُس واؤ اور یاء جو مضموم ہے یا مکسور اس کی حرکت ماقبل کو دیں گے۔ چنانچه قیل و بیع و یقول و یبیعُ و تَغزِیْنَ و تَرمُوْنَ و مَقُوْلٌ و مَقِیْلٌ جیسا که اِن میں ہوا ہے۔

قِیل اصل میں قُوِلَ تھا۔ یہاں واؤ مضموم آیا ہے۔ واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیا، تو قِوْلَ ہوا۔ پھر کسرے کی وجه سے واؤ کو یاء سے بدلا تو قِیْلَ ہوا۔

بیعَ اصل میں بُیِعَ تھا۔ یاء کی حرکت باء کو دی تو بِیْعَ ہوا۔

اور یَقُوْلُ اصل میں یَقْوُلُ بروزن یَنْصُرُ تھا۔ پھر واؤ کا ضمه نقل کر کے قاف کو دیا تو یَقُوْلُ ہوا۔

یَبِیْعُ اصل میں یَبْیِعُ بروزن یضرب تھا۔ یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی تو یَبِیْعُ ہوا۔

تَغزِیْنَ باب نصر ینصر سے ناقص واوی ہے۔ عزا یعزُ-۔ تغزِیْنَ واحد مؤنث مخاطبه کا صیغه ہے۔ اور باب نصر سے واحد مؤنث مخاطب کا صیغه تَنْصُرِینَ ہے۔ پس تَغزِینَ اصل میں تَغْزُوِیْنَ تھا۔ اس میں واؤ مکسور آیا۔ تو اس کی حرکت نقل کر کے زا کو دیا اور زا کی حرکت کو حذف کیا تو تَغْزِوْیْنَ بن گیا۔ پھر واؤ کو ماقبل کسرہ کی وجه سے یاء سے بدلا تو تَغْزِیْیْنَ ہوا۔ یہاں اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدّہ آیا۔ اوّل یاء مده تھی اُس کو گرایا تو تَغْزِیْنَ بن گیا۔

ترمُوْنَ جمع مذکر مخاطب کا صیغه ہے باب ضرب ناقص یائی سے۔ اور باب ضرب میں جمع مؤنث مخاطب کا صیغه تَضْرِبُوْنَ کے وزن پر آتا ہے پس ترمُوْنَ کی اصل تَرْمِیُوْنَ ہوا۔ یاء پر ضمه تھا ماقبل میں میم کو دیا، اور ماقبل ضمه کی وجه سے یاء کو واؤ سے بدلا تو تَرْمُوْوْنَ بن گیا۔ پھر اجتماع ساکنین علیٰ غیر حده آیا۔ اوّل واؤ اس میں مده تھا تو اُس کو گرایا تو ترمُوْنَ رہ گیا۔

مَقُوْلٌ اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا۔ پھر واؤ کی ضمه نقل کر کے قاف کو دیا اور اجتماع ساکنین علیٰ غیر حده کی وجه سے پہلے واؤ کو گرا تو مَقُوْلٌ ہوا۔

مَقِیْلٌ اسم ظرف کا صیغه ہے قیلوله سے۔ قالَ یقیلُ قیلًا : دوپہر کو آرام کرنا۔ یه باب ضرب سے ہے۔ اور باب ضرب سے ظرف مَضْرِبٌ کے وزن پر آتا ہے۔ تو یه مَقْیِلٌ ہوا۔ پھر یاء کی کسره نقل کر کے ماقبل میں قاف کو دیا تو مَقِیْلٌ بنا۔

و در اَدْوُرٌ و اَعْیُنٌ اعلال نکردند ادوُرٌ اور اَعْیُنٌ میں اعلال نہیں کیا گیا۔ ادوُر جمع ہے دار کی، اعین جمع ہے عین کی۔ زیرا که نه فعل ست و نه متعلق فعل اس لئے که نه یه فعل ہے اور نه متعلق فعل ہے۔ اور شرط یه تھی که وہ واؤ اور یاء فعل متصرف میں ہو یا اُس فعل کے متعلق یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف وغیرہ میں ہو۔

و در یرمِیْ و رمْیٌ و یَدْعُوْ یَرْمِی اصل میں یَرْمِیُ تھا۔ یَدْعُوْ اصل میں یَدْعُوُ تھا۔ حرکت یا و واو بما قبل ندادند ان سب کے اندر یاء اور واؤ کی حرکت ما قبل کو نه دی گئی۔ زیرانچه در طرفست اس لئے که یه یاء اور واؤ طرف میں ہیں۔ اور شرط یه تھا که وہ واؤ اور یاء درمیان میں ہو یا درمیان کے حکم میں ہو۔

و در جُهْوِرَ و یُحْیِیْ و یَسْتَحْیِی و مُحْیِي

جُهْوِرَ یه جَهْوَرَ سے مجهول ہے۔ یہاں پر واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو نہیں دی گئی۔ کیونکه ایک شرط یه تھی که اُس کے ماضی معروف کے اندر وہ واؤ اور یاء سلامت نه رہی ہو۔ اور جُهْوِرَ کے ماضی معروف جَهْوَرَ میں واؤ سلامت ہے۔

یُحْیِیْ کی ماضی معروف اَحْیٰ ہے۔ باب افعال ہے۔ اَحْیٰ یُحْیِیْ(یُحْیِیْ اصل میں یُحْیِیُ تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو گرا دیا تو یُحْیِیْ ہوا۔) اور اَحْیٰ میں یاء کے اندر کوئی تعلیل نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے یُحْیِی کے اند یاء کی حرکت حا کو نہیں دی گئی۔

یَسْتَحْیِی کی ماضی معروف اِسْتَحْیٰ ہے باب استفعال سے۔ یہاں بھی یاء کے اندر تعلیل نہیں لہٰذا یستحیی میں بھی یاء کے اندر تعلیل نہیں کریں گے۔

مُحْیِی اس کی ماضی معروف اَحْیٰ ہے۔ باب افعال سے۔ یہاں بھی یاء کے اندر تعلیل نہیں ہوئی لہٰذا مُحْیِی میں بھی یاء میں تعلیل نہیں کریں گے۔ اور یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو نہیں دیں گے۔

حرکت واو و یاء بما قبل ندادند ان صیغوں کے اندر واؤ اور یاء کی حرکت ماقبل کو نہیں دی گئی۔ زیرانچہ دراصل بسلامت مانده است اس لئے کہ اصل یعنی ماضی معلوم کے اندر سلامت باقی رہے ہیں۔

درس 100۔ و در قَوِیَ حرکت واو را بما قبل ندادند قَوِیَ میں واؤ مکسور کی حرکت ماقبل کو نہیں دی۔ زیرانچہ ماقبل او مفتوح ست اس وجہ سے کہ اسکا ماقبل مفتوح ہے۔ اور ایک شرط یہ تھی کہ اُس واؤ یا یاء کا ماقبل مفتوح نہ ہو۔ الا آنکہ در ماضی مجہول مگر یہ کہ ماضی مجہول کے اندر۔ اب مصنفؒ استثنٰی کر رہا ہے قانون سے اگر حرف علت مکسور اگر حرف علّت مکسور ہو و ماقبل اُو مضموم بَود اور اُس کا ماقبل مضموم ہو۔ نقل حرکت لازم نیست حرکت کا نقل کرنا لازم نہیں۔ حرکت کو نقل تو کر دیں گے۔ جیسا کہ قُوِلَ میں واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل قاف کو دی اور کسرے کے مناسبت سے واؤ کو یاء کر دیا تو قِیْلَ ہوا۔ قُوِلَ ماضی مجہول ہے اور حرف علّت مکسور ہے اور اس کا ماقبل مضموم ہے۔ اس صورت میں نقل حرکت لازم نہیں ۔ بلکه حذف حرکت و اشمام نیز روا است بلکہ حرکت کو حذف کرنا اور اِشمام بھی جائز ہے۔ یعنی قُوِلَ میں واؤ کی حرکت کو نقل نہیں کریں گے بلکہ حذف کریں تو قُوْلَ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اسی طرح بِیْعَ جوکہ اصل میں بُیِعَ تھا۔ یاء کی حرکت حذف کرے اور ماقبل ضمہ کی وجہ سے یاء کو واؤ کر دیں گے تو بُوْعَ بن جائے گا۔ تو یہ بھی جائز ہے۔ اور اشمام بھی جائز ہے، اشمام کہتے ہیں کسرے کو ضمہ کی بُو دینا۔ جیسا کہ قِیْلَ میں یاء کو واؤ کی طرف لے جائیں، اور قِوْلَ پڑھیں گے۔ اور بِیْعَ میں یاء کو واؤ کی طرف لے جائیں تو اسکو اشمام کہتے ہیں، اور بِوْعَ پڑھیں گے۔ تَقُوْلُ فِی قِیْلَ آپ کہیں گے قیل کے اندر قِیل و قُوْلَ ۔۔ قیل اشمام کے ساتھ فِی بیع اور بیعَ کے اندر بیع و بُوعَ بوعَ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور بیع اشمام کے ساتھ۔ و در غیر اُو لازم ست اور ماضی مجہول کے علاوہ کے اندر یہ لازم ہے کہ واؤ مضموم یا مکسور کی حرکت کو نقل کیا جائے۔ اور اسی طرح یائے مضموم یا مکسور کی حرکت کو نقل کی جائے۔ اور پھر اُس حرکت کے موافق اس واؤ اور یاء کو حرف علّت سے تبدیل کرے۔

تعلیل: یُقال دراصل یُقْوَلُ بُود یقالُ اصل کے اندر یُقْوَلُ تھا۔ یقالُ باب نصر اجوف واوی سے واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اور صحیح کے اندر باب نصر کا واحد مذکر غائب یُنْصَرُ کے وزن پر تھا۔ تو یُقَالُ کا اصل یُقْوَلُ ہوا۔ حرکت واو نقل کرده بما قبل دادند واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے دی۔ واو را الف کردند واؤ کو الف کیا یُقالُ شُد تو یُقالُ ہوا۔ اب مصنفؒ اس تعلیل کے شرائط قانون نمبر 4 میں ذکر کریں گے۔

قانون 4۔ ہر واوے و یائے مفتوح ہر وہ واؤ اور یاء کہ مفتوح ہو [1] کہ در غیر فعل تعجب فعل تعجب کے غیر میں آئے۔ یعنی فعل تعجب میں نہ آئے۔ فعل تعجب کے دو صیغے ہیں۔ ما اَفْعَلَہُ و اَفْعِلْ بہ۔ [2] بجائے عین کلمہ اُفتد اور عین کلمہ کی جگہ پر واقع ہو۔ و [3] بین الساکنین لُزومًا تحقیقًا او تقدیرًا نیفتادہ باشد اور وہ واؤ اور یاء دو ایسے ساکنوں کے درمیان نہ آئیں کہ جن کا سکون لازمی ہو، وہ دو ساکنین کے درمیان آنا تحقیقًا ہو یا تقدیرًا ہو۔ تحقیقًا یہ کہ وہ دو ساکنین موجود ہے یعنی جس پر آپ تلفظ کرتے ہیں۔ اور تقدیرًا یہ کہ اُن دو ساکنین میں سے ایک ساکن لفظوں میں موجود ہے اور دوسرا ساکن لفظوں میں موجود نہیں۔ و [4] لام کلمہ را اعلال نشدہ باشد اور اُس صیغے کے لام کلمہ کے اندر اعلال نہ ہوا ہو۔ [5] آں واو و یا دراصل بسلامت نماندہ اور وہ واؤ اور یاء اصل یعنی فعل ماضی معروف کے اندر سلامت نہ رہے ہو۔ یعنی وہاں پر تعلیل ہوا ہو۔ و [6] کلمہ اسم بر وزن اَفْعَلُ نباشد اور وہ کلمہ جس میں یہ واؤ اور یاء واقع ہو رہا ہو وہ اسم اَفْعَلُ کے وزن پر نہ ہو۔ و [7] ما قبل آں حرف ساکن مظہر قابل حرکت بود اور اُس واؤ اور یائے مفتوحہ سے ماقبل ایسا حرف ساکن جو مظہر ہو یعنی مُدغم نہ ہو اور قابل حرکت ہو۔ یعنی اُس پر حرکت بھی آ سکتی ہو۔ یعنی اُس واؤ اور یائے مفتوحہ سے پہلے الف نہ ہو۔ کیونکہ الف تو قابل حرکت نہیں ہے۔ حرکت او را بما قبل دہند جب یہ ساری شرائط پوری ہوں تو اُس واؤ اور یاء کی حرکت ماقبل کو دیں گے۔ و واو یاء را الف گردانُند اور واؤ اور یاء کو الف کر دیں گے۔

چنانچہ یُقَالُ و یُبَاعُ و اَعَانَ و اِسْتعانَ و مُعَانٌ و مُسْتَعَانٌ

یُقالُ اصل میں یُقْوَلُ تھا۔ یُبَاعُ اصل میں یُبْیَعُ تھا۔ اَعَانَ اصل میں اَعْوَنَ تھا۔ اِسْتَعَانَ اصل میں اِسْتَعْوَنَ تھا۔ مُعَانٌ اصل میں مُعْوَنٌ تھا۔ مُسْتَعَانٌ اصل میں مُسْتَعْوَنٌ تھا۔

و در ما اَقْوَلَہُ تعلیل نکردند زیرانچہ فعل تعجب ستاور ما اقولہُ کے اندر تعلیل نہیں کیا گیا اس لئے کہ فعل تعجب ہے۔ و در خِلْوَۃٌ و حِلْیَۃٌ اعلال نکردند ان میں بھی اعلال نہیں کیا گیا۔ زیرانچہ بجائے عین کلمہ نیفتادہ اند اس لئے کہ یہ عین کلمہ کی جگہ پر واقع نہیں ہوئے ہیں۔ کیونکہ واؤ اور یاء یہاں آخر میں ہیں۔ و در اَخْوَالٌ و اَقْوَالٌ و تِقْوَالٌ و مِقْوَالٌ اعلال نکردندان سب میں اعلال نہیں کیا زیرانچہ بین الساکنین لزومًا تحقیقًا اُفتادہ است کیونکہ ان سب کے اندر واؤ دو ایسے ساکن کے درمیان واقع ہوا ہے کہ جسکا سکون لازمی ہے۔ اور تحقیقًا ہے یعنی اس پر ہم تلفظ بھی کرتے ہیں۔ اِقْوال یہ مبالغے کا صیغہ ہے۔

و در مِقْوَلٌ اعلال نکردند زیر آنچہ دراصل مِقْوَالٌ بودہ است اور مِقْوَلٌ کے اندر بھی اعلال نہیں کیا گیا، کیونکہ اسکا اصل مقوالٌ ہے۔ مِقْوَلٌ میں واؤ مفتوحہ دو ساکنین کے درمیان تقدیرًا واقع ہے۔ یعنی ایک ساکن پر ہم تلفظ کرتے ہیں اور دوسرا ساکن تقدیرًا ہے۔

آگے مصنفؒ ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔ یُقُلْنَ جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے جسکا اصل یُقْوُلْنَ بروزن یُنْصُرْنَ۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ واؤ کا ماقبل بھی ساکن اور ما بعد بھی ساکن، اور یہ دونوں ساکنین تحقیقًا ہے۔ پھر کیوں اس میں اعلال کیا گیا۔ اور لم یُقُلْ اصل میں لمْ یُقْوُلْ تھا۔ یہاں بھی واؤ مفتوحہ دو ساکنین کے درمیان واقع ہے۔ تو پھر اس میں کیوں اعلال کیا گیا۔ مصنفؒ اسکا جواب دیتے ہیں کہ یُقُلْنَ میں لام کا سکون عارضی ہے۔ کیونکہ اسکے ساتھ نون جمع مؤنث کی ضمیر مل گئی۔ اور لم یُقُلْ کے اندر لم نے جزم دیا تو سکون آیا۔ تو

معلوم ہوا کہ لام کا سکون عارضی ہے اس لئے اسمیں اعلال کیا گیا۔ و اما در یُقلْنَ و لَمْ یُقلْ اعلال کردند انکے اندر اعلال کیا۔ زیرانچہ سکون لام عارضیست اس لئے کہ لام کا سکون عارضی ہے۔و لَا عِبْرَۃ بہ اور عارضی سکون کا کوئی اعتبار نہیں۔

یہاں مصنفؒ ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔ اعتراض یہ کہ اِغَاثۃٌ اور اِسْتِغاثۃٌ میں کیوں اعلال کیا گیا۔ اِغاثۃٌ باب افعال ہے۔ واؤ کے گرانے کی وجہ سے آخر میں تا لائی گئی۔ اصل میں اِغْوَاثٌ بروزن اِفْعَالٌ تھا۔ اغواثٌ میں واؤ پر فتحہ آیا اور یہ تحقیقًا دو ساکنین کے درمیان واقع ہوا۔ اسی طرح اِسْتِغاثۃٌ اصل میں اِسْتِغْوَاثٌ بروزن اِسْتِفْعَالٌ تھا۔ یہاں بھی واؤ دو ساکنین کے درمیان تحقیقًا واقع ہوا۔

مصنفؒ اس کا جواب دیتے ہیں کہ واقعی یہاں پر مانع موجود ہے، واؤ ایسے دو ساکنین کے درمیان واقع ہو جو تحقیقًا ہے۔ لیکن اس کے فعل کے اندر اعلال کیا گیا تھا لہٰذا ان کے اندر بھی اعلال کیا گیا۔ تا کہ یہ فعل کے موافق ہو جائے۔اگرچہ شرط پوری نہیں۔ اما در اِغَاثۃٌ و اِسْتِغَاثۃٌ اعلال کردند باقی ان میں اعلال کیا گیا برائے موافقت فعل فعل کی موافقت کے لئے اگر چہ مانع قائم بُود اگرچہ مانع موجود تھا۔

و در اَسْوَدُ و اَبْیَضُ بسلامت ماند اسْوَدُ اور اَبْیَضُ میں واؤ اور یاء سلامت رہے اور اعلال نہیں کیا گیا۔ زیرانچہ اسم بروزن افعل اند اس لئے کہ یہ اَفْعَلُ کے وزن پر اسم ہے۔ اور شرائط میں یہ ذکر کیا گیا تھا کہ وہ اسم افعل وزن پر نہ ہو۔

و در اَحْیِیٰ و اِسْتَحْیِیٰ و اِسْتَھْوٰی بسلامت ماندہ است ان کے اندر واؤ اور یاء سلامت باقی رہے زیرانچہ لام کلمہ را اعلال شدہ است اس لئے کہ لام کلمہ کا اعلال ہوا ہے۔ یعنی یائے متحرکہ ماقبل فتحہ کی وجہ سے الف بنا ہے۔

و در اِجْلَوَّذَ بسلامت ماند اور اجلوَّذَ کے اندر واؤ مفتوحہ سلامت رہا زیرانچہ ما قبل او ساکن مدغم ست مظہر نیست کیونکہ اس واؤ مفتوحہ سے ماقبل واؤ ساکن مُدغم ہے مُظہر نہیں۔

درس 101 ۔ و در قَاوَلَ و تَقَاوَلَ اعلال نکردند قاوَلَ اور تَقَاوَلَ میں اعلال نہیں کیا۔ زیرانچہ ما قبل او قابل حرکت نیست اس لئے کہ اس واؤ مفتوحہ کا ماقبل قابل حرکت نہیں۔ یعنی اس کا ماقبل الف ہے اور وہ قابل حرکت نہیں۔

و در اَغْوَرَ و اِسْتَغْوَرَ بسلامت مانَد ان میں واؤ سلامت رہا۔ اَغْوَرَ بروزن اَکْرَمَ باب افعال سے واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ یہ تو ثلاثی مزید فیہ ہے۔ اور ثلاثی مزید فیہ کے لئے ثلاثی مجرد اصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ثلاثی مجرد کے اندر اعلال نہیں کیا گیا تو یہاں بھی اعلال نہیں کیا گیا۔ اَغْوَرَ عَوِرَ سے ہے۔ اور عَوِرَ کے اندر واؤ متحرک ہے اور ماقبل مفتوح ہے لیکن اعلال نہیں کیا گیا یعنی اس کو الف سے نہیں بدلا گیا۔ اور اِسْتَغْوَرَ بروزن اِسْتَفْعَلَ ہمچوں اِسْتَخْرَجَ زیرانچہ دراصل بسلامت ماندہ است اس لئے کہ اصل کے اندر سلامت رہا ہے۔

مصنفؒ یہاں سے یہ بات فرما رہے ہیں کہ بعض عرب عور میں اعلال کرتے ہیں اور بعض عرب اعلال نہیں کرتے۔ اگر عور میں اعلال نہیں تو اعور میں بھی اعلال نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر عور میں اعلال ہوا تو پھر اعور میں بھی اعلال کریں گے۔ فَلِذٰلِکَ تَقُوْلُ اَعَارَ عَلٰی قَوْلِ مَنْ یَّقُوْلُ عَارَ لہٰذا اسی بنا پر جو علماء عور میں اعلال کر کے

عار کہتے ہیں تو وہاں اَعْور میں اعار کہیں گے۔ و اَعْوَرَ اور آپ اَعْوَرَ کہیں گے عَلیٰ قَوْلِ مَنْ یَقُوْلُ عَوِرَ اُن علماء کے قول پر جو عور کہتے ہیں۔ یہاں قانون نمبر اور اسکی تفصیل ختم ہو گئی۔

تعلیل: قَائِل دراصل قَاوِلٌ بُود قائلٌ صیغہ اسم فاعل اصل میں قاولٌ تھا۔ واو را بہمزہ بدل کردند واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا۔ قائلٌ شد قائلٌ ہوا۔

قانونہ اس اعلال کا قانون یہ ہے۔ 5۔ ہر واوی و یائیکہ بعد از الف اسم فاعل بیفتد ہر وہ واؤ اور یاء جو الف اسم فاعل کے پیچھے واقع ہو۔ و دراصل[1] بسلامت نماندہ باشد اور اصل کے اندر وہ سلامت نہ رہا ہو۔یعنی اس کے ماضی میں تعلیل ہوئی ہو۔ اس قانون کے لئے صرف ایک شرط ہے کہ اُس کے ماضی معلوم میں اعلال کیا گیا ہو۔ آنرا بہمزہ بدل کنند تو اُس واؤ اور یاء کو ہمزہ سے بدلیں گے۔ چنانچہ قائلٌ و بائعٌ قاولٌ میں واؤ کو ہمزہ سے بدلا کیونکہ اسکا ماضی معلوم قال تھا اور اُس میں اعلال کیا گیا تھا۔ اور بایعٌ میں بھی یاء کو ہمزہ سے بدلا کیونکہ اسکے ماضی معلوم باع میں بھی تعلیل کیا گیا تھا۔

و در مُقَاوِلٌ و مُبَایِعٌ بسلامت ماند اور مُقَاولٌ اور مُبَایعٌ میں واؤ اور یاء کو سلامت رکھا۔ کیونکہ قَاوَلَ اور بایَعَ باب مُفاعلة سے ہیں۔ اور ان کے ماضی معلوم کے اندر اعلال نہیں کیا گیا تھا۔ یعنی واؤ اور یاء کو الف سے تبدیل نہیں کیا گیا تھا۔ زیرانچہ دراصل بسلامت ماندہ است کیونکہ اصل کے اندر یعنی ماضی کے اندر سلامت ہے۔

و کَذٰلکَ تقول عائرٌ و عاوِرٌ اور اسی طرح آپ عائرٌ بھی کہہ سکتے ہیں اور عاورٌ بھی۔ بنَاءً علیٰ اختلاف القَوْلَیْن یعنی بعض علماءؒ عور کے اندر تعلیل کرتے ہیں تو پھر عائرٌ اسم فاعل کا صیغہ ہوگا۔ اور بعض علماءؒ عور کے اندر تعلیل نہیں کرتے تو پھر عاورٌ اسم فاعل کا صیغہ مان لیں گے۔

قانونہ 6۔ ہر واوے و یائے کہ بعد از الف مَفاعل اُفتد ہر وہ واؤ اور یاء کہ الف مفاعل کے بعد واقع ہو۔ و قَبلہ[1] نیز حرف علت باشد اور اُس الف مفاعل سے پہلے بھی حرف علّت ہو۔ یعنی فاء کلمہ کی جگہ بھی حرف علّت آ جائے۔ و بعدہ[2] حرف ساکن نبا شد اور اُس واؤ اور یاء کے بعد حرف ساکن نہ ہو۔ یعنی لام کلمہ کی جگہ کوئی ساکن حرف نہ ہو۔ آنرا بہمزہ بدل کنند تو اُس واؤ یا یاء کو ہمزہ سے بدلیں گے۔ چنانچہ اَوَائلُ و بَوَائعُ مثال میں یہاں اَوَائل دیا۔ معلوم ہوا مَفاعل سے وزن صرفی نہیں مراد بلکہ وزن صُوری مراد ہے۔ مفاعل جیسا کہ مساجد یہ وزن صرفی ہے، کہ اصلی کی جگہ اصلی حرف لاؤ اور زائد کی جگہ زائد حرف لاؤ اور حرکتیں بھی اُسی طرح۔ اور وزن صُوری یہ ہے کہ صورت اُس جیسا ہو۔اصلی کی جگہ اصلی اور زائد کی جگہ زائد کا کوئی اعتبار نہیں۔ تو اَوائل بھی مفاعل جیسی صورت ہے۔ البتہ اصلی کی جگہ اصلی اور زائد کی جگہ زائد والی رعایت یہاں ملحوظ نہیں ہے۔ اوائل اصل میں اَواوِل تھا اوّل کی جمع۔ اَواول کی صورت مفاعل کی طرح ہے۔ الف کے بعد بھی حرف علت ہے اور الف سے پہلے بھی حرف علت ہے۔ لہٰذا اعلال کریں گے تو اَوائل ہوا۔

و در مَعَایِشٌ و مَعَاوِنُ بسلامت ماند ان صیغوں میں واؤ اور یاء کو سلامت رکھا۔ زیرانچہ پیش از الف حرف علت نیست اس لئے کہ الف سے پہلے حرف علّت نہیں ہے۔ بدانکہ جان لے تو کہ۔ تقدم حرف علت شرط در اعلال حرف اصلی است حرف علّت کا پہلے آنا یہ شرط ہے حرف اصلی کے اعلال میں۔ یہاں سے مصنفؒ یہ بتلا رہے ہیں کہ ہم نے جو پہلی شرط لگا رکھی تھی کہ الف مفاعل سے پہلے حرف علت ہو تو الف مفاعل کے بعد

والا حرف علت ہمزہ سے بدلیں گے یہ شرط اُس واؤ اور یاء میں ہو جو حرف اصلی ہو۔ یعنی جس واؤ اور یاء میں ہم اعلال کریں گے اُس کا حرف اصلی ہونا ضروری ہے۔

اما در زائدہ شرط نے باقی زائدہ کے اندر شرط نہیں۔ یہاں سے مصنفؒ یہ بتلا رہے ہیں کہ جس حرف علت میں ہم اعلال کریں گے، اگر وہ زائد ہو تو پھر الف مفاعل سے پہلے حرف علت کا ہونا ضروری نہیں۔ لہٰذا اس صورت میں صرف ایک شرط باقی رہا کہ جس حرف علت میں ہم اعلال کریں گے اُس کے بعد حرف ساکن نہیں ہونا چاہیے۔ فلذٰلک تقول اسی بنا پر آپ کہیں گے۔ اَسَاوِدٌ فی اَسْوَدَ اسود کے اندر اَساود کہیں گے۔ اَساود کے اندر اعلال نہیں کیا۔ کیونکہ یہ واؤ اصلی ہے۔ اور اصلی کے اندر ایک شرط یہ تھا کہ الف سے پہلے حرف علت ہونا چاہیے۔ اور یہاں الف سے پہلے سین ہے۔

و صَحَائِفُ و عَجَائِزُ فی صَحِیْفَةَ و عَجُوْزَةٍ اور صحیفة اور عَجُوزة کی جمع کے اندر آپ صحائف وار عجائز کہیں گے۔ صَحائِف اصل میں صَحایف تھا۔ صحیفة کے اندر صاد، حا اور فا حرف اصلی ہے، اور یاء حرف زائد ہے۔ لہٰذا صحایف کے اندر اعلال کیا اور یاء کو ہمزہ سے بدلا۔ کیونکہ حرف اصلی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ الف مفاعل سے پہلے حرف علت ہو۔ اسی طرح عجائز اصل میں عجاوز تھا۔ واؤ کو ہمزہ سے بدلا کیونکہ عجوزة کے اندر یہ واؤ زائد ہے۔

و در طَوَاوِیْسُ بسلامت ماند اور طَواویس کے اندر واؤ سلامت رہا۔ زیرانچہ بعد او حرف ساکن است اس لئے کہ واؤ کے بعد حرف ساکن ہے۔ یعنی پہلا شرط تو پورا ہے۔ الف سے پہلے حرف علت ہے لیکن دوسرا شرط پورا نہیں۔ کیونکہ واؤ کے بعد حرف ساکن نہیں ہونا چاہیے تھا۔

درس 102۔ اب مصنفؒ اجوف یائی کو ذکر کریں گے۔ الیائِیُّ منه ای من الاجوفِ: یائی اجوف سے باع یبیعُ بَیْعًا فھو بائِعٌ و بِیْعَ یُبَاعُ بَیْعًا فَذَاکَ مَبِیْعٌ الامر منه بِعْ والنہی عنه لَا تَبِعْ مصنفؒ نے مختصر صرف صغیر ذکر کیا اجف یائی کا۔

اب تعلیل ذکر کریں گے۔ مَبِیْعٌ دراصل مَبْیُوْعٌ بود مبیعٌ اصل میں مبیوعٌ تھا۔ بروزن مَفْعُولٌ حرکت یا نقل کردہ بما قبل دادند یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے دی۔ تو مَبُیْوْعٌ ہوا۔ کما تقدَّم جیسا کہ گزرا بعدہ ما قبل یا را کسرہ دادند اسکے بعد یاء کے ما قبل کو کسرہ دے دیا۔ برائے محافظت یا یاء کی حفاظت کے لئے۔ اگر یہاں ضمہ کی حفاظت مراد ہوتی تو پھر یاء کو ضمہ سے بدلنا ہوتا۔

ما قبل میں پڑھا تھا کہ حرکت کی حفاظت کے لئے حرف علت کو بدلا۔جیسا کہ ماقبل میں ضمہ ہو تو یاء کو واؤ سے بدلتے۔ لیکن اس تعلیل میں مصنفؒ نے بتایا کہ حرف علت کی حفاظت کے لئے حرکت کو بدلا۔ یعنی مابعد میں یاء ہو اور ماقبل میں ضمہ ہو تو ضمہ کو کسرہ سے بدلیں گے۔

اب اس تعلیل کا قانون ذکر کریں گے۔ قانون 7۔ ہر یائیکه ساکن باشد[1] ہر وہ یاء جو کہ ساکن ہو۔ و بجائے عین کلمه اُفتد[2] اور عین کلمہ کی جگہ پر آئے۔ و ما قبل او مضموم باشد[3] اور اُس کا ما قبل مضموم ہو۔ ضمه آن را بکسرہ بدل کنند اُس کے ضمہ کو کسرہ سے بدلتے ہیں۔ از برائے محافظت یاء یاء کی محافظت کے لئے۔

چنانچه بِیْضٌ و قِسْمَةٌ ضِیْزٰی

بیضٌ۔ اَبْیَضُ کا معنیٰ سفید اور یہ مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔۔ اور بَیْضاء اسکا معنیٰ بھی سفید لیکن مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ اَحْمَرْ کا معنیٰ سُرخ مذکر کے لئے، اور حَمراء کا معنیٰ بھی سرخ لیکن مؤنث کے لئے۔ اور بَیْضَاء کی جمع بِیْضٌ آتی ہے۔ بِیْضٌ اصل میں بُیْضٌ تھا۔ کیونکہ فَعْلاء کی جمع فُعْلٌ آتی ہے۔اسی طرح حمراء کی جمع حُمْرٌ آتی ہے۔ پھر بُیْضٌ میں یاء کی محافظت کے لئے اس ضمہ کو کسرے سے بدل دیا تو بِیْضٌ ہوا۔ یہاں پر ساری شرائط پوری ہیں۔ یاء ساکن ہے اور عین کلمہ کی جگہ آیا ہے اور اس کا ماقبل مضموم ہے۔ تو اُس ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا۔

پس بِیْض یہ بیضاء کی جمع ہے اور بیضاء اَبْیَضْ کی مؤنث ہے۔ اور اَبْیَض صفت مشبہ ہے۔

قسمةٌضِیْزیٰ۔ ضِیْزیٰ یہ قرآن کا لفظ ذکر کیا اور قسمة ساتھ ذکر کیا۔ کفار کہتے تھے کہ یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اپنے لئے بیٹیوں کو ناپسند کرتے تھے۔ پیدا ہوتے ہی اُن کو زندہ زمین میں دفن کر دیتے۔ اور اللہ کے لئے بیٹیوں کو پسند کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "قسمة ضیزیٰ " کہ یہ بڑی ظالمانہ تقسیم ہے جو انہوں نے کی۔
ضیزیٰ: ظالمانہ

ضِیْزیٰ اصل میں ضُیْزیٰ تھا فُعْلیٰ وزن پر۔ یہاں پر یاء کی محافظت کے لئے ضاد کی ضمہ کو کسرے سے تبدیل کیا گیا۔

اما در مانند طُوبیٰ باقی طُوْبیٰ جیسے لفظوں کے اندر۔ طُوبیٰ اصل میں طُیْبیٰ تھا۔ یہاں پر ماقبل ضمہ کی رعایت رکھتے ہوئے یاء کو واؤ سے بدلا تو طُوْبیٰ ہوا۔ یہ بھی فُعْلیٰ وزن پر ہے۔ ایک فُعْلیٰ صفت کا صیغہ ہے اور ایک فُعْلیٰ اسم کا صیغہ ہے۔ اور یہ طوبیٰ مصدر ہے۔ اور فُعْلیٰ صفت کے اندر ما قبل کے ضمہ کو کسرے سے بدلا تھا۔ اگر فُعْلیٰ اسم میں بھی ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتا تو دونوں میں فرق ہی نہیں رہتا۔

مصنفؒ نے تو یہ بتایا کہ طُوبیٰ اسم مصدر ہے۔ بعض علماءؒ کے نزدیک طُوبیٰ اسم تفضیل کی مؤنث ہے۔ اور ان علماء کے نزدیک اسم تفضیل اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے اور اس میں یاء کی محافظت والا قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔ یعنی اسم تفضیل ہے تو صفت لیکن اسم کے درجے میں ہے۔ اور یاء کی محافظت والا قانون صفت میں تو جاری ہوتا لیکن اسم مخض کے اندر جاری نہیں ہوتا۔ اس لئے اسم تفضیل کے اندر بھی یہ قانون جاری نہیں ہوگا۔

یہ افعل وزن اسم تفضیل کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور صفت مشبہ کے لئے بھی۔ اَضْرَبْ: زیادہ پٹھائی کرنے والا اور اَبْیَض: سفید۔ اس کا معنیٰ یہ نہیں کیا جاتا کہ بہت زیادہ سفید، بس صرف سفید۔ اَحْمَر: سُرخ، ازرق: نیلا

ضمہ را بکسرہ بدل نہ کردند ضمہ کو کسرہ سے نہیں بدلا۔ للفرق بینہ و بین فُعْلیٰ صِفَةً۔ تاکہ فرق ہو جائے اس جیسے لفظوں میں اور فُعْلیٰ کے درمیان اس حال میں کہ وہ صفت ہو۔

پس دو ساکن بہم آمدند پس دو ساکن اکھٹے آئیں۔ یہ مَبْیُوْعٌ کی بات کر رہا ہے۔ کہ جس میں یاء کی ضمہ کو نقل کر کے ماقبل میں باء کو دیا اور یاء کی رعایت سے ضمہ کو کسرے سے بدلا تو مَبِـیْوْعٌ ہوا۔ یعنی یاء اور واؤ دو ساکن اکھٹے آئیں۔ یا را حذف کردند یاء کو حذف کیا گیا۔ پس واو ساکن ما قبل او مکسور پس یاء ساکن اور ماقبل اسکا مکسور ہوا۔ آن واو را یا کردند اُس واؤ کو یاء کر دیا۔ مَبِیْعٌ شد مَبِـیْعٌ ہوا۔

و قیل دوم را حذف کردند اور کہا گیا ہے کہ دوسرے ساکن یعنی واؤ کو حذف کیا گیا ہے۔ لِاَنَّ الزَّائِدَةَ اَحَقُّ بِـالْحَذْفِ اس لئے کہ زائد زیادہ لائق ہے حذف کے۔

یہاں سے مصنفؒ ایک اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔ اعتراض یہ ہے کہ آپ نے جو قانون بیان کیا کہ مَبْيُوْعٌ کے اندر یاء کی ضمہ کو نقل کر کے ماقبل میں باء کو دیا اور پھر یاء کی رعایت رکھتے ہوئے اُس ضمہ کو کسرے سے بدلا اور مَبِـيْـوْعٌ ہوا۔ پھر یاء کو گرایا اور واؤ کو بدل دیا۔ تو یہ سارا قانون مَضْيُوْفَةٌ اور مَخْيُوْطَةٌ میں کیوں جاری نہیں ہوتا۔ یہ بھی تو بعینہ اُسی کی طرح ہیں۔ مصنفؒ اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ ان جیسے الفاظ شاذ یعنی خلاف القیاس ہے۔ قیاس کے مطابق مَضِيْفَةٌ اور مَخِيْطَةٌ ہونا چاہیے تھا۔ اما مثل مَضْيُوْفَةٌ و مَخْيُوْطَةٌ شاذست ان جیسے مثال شاذ ہیں۔

من مهموز الفاء اب مصنفؒ اُن صیغوں کے بارے قوانین بیان کر رہے ہیں کہ اجوف بھی ہو اور مہموز الفاء بھی ہو۔ یعنی مرکب صیغہ۔ اٰبَ يَاُوْبُ اَوْبًا فهو ائبٌ الامر منه اُبْ والنهى عنه لَا تَاُبْ۔ اٰبَ اصل میں اَوَبَ تھا۔ اجوف واوی بھی ہے اور مہموز الفاء بھی ہے۔

من مهموز اللام۔ اب وہی مرکب ہوگا یعنی اجوف بھی ہوگا اور مہموز اللام بھی ہوگا۔ جاءَ يَجِيْءُ جَيْـئًا و مَجِيئًا فهو جاءٍ و جِئَ يُجَاءُ جَيْئًا و مَجِيئًا فذاک مَجِيْءٌ الامر منه جِئْ والنهى عنه لَا تَجِئْ -- یہ مختصر گردان ذکر کر دی۔

اب آگے مصنفؒ تعلیلات ذکر کر رہے ہیں۔

جَاءٍ دراصل جَايِئٌ بُود ۔ اسکا مادّہ جیم، یاء اور ہمزہ ہے۔ یعنی جَيَـئَ پھر جاءَ ہو۔ یہ باب ضرب سے ہے۔ اسکا فاعلٌ وزن جَايِئٌ ہے۔ اور یہ جاءٍ کیسے ہوا مصنفؒ فرما رہے ہیں کہ و دریں دو قول است اس کے اندر دو قول ہیں۔

اول آں پہلا قول وہ ہے که یا را بہمزہ بدل کنند اور الف اسم فاعل کے بعد والے یاء کو ہمزہ سے بدلا۔ تو جايِئٌ جائِئٌ ہوا۔ كما تقدّم جیسے کہ پیچھے گزرا۔ بعدہ دو ہمزہ متحرک بہم آمدند اسکے بعد دو ہمزہ متحرک اکھٹے آ گئے۔ یکے از یشان مکسور بُود ان میں سے ایک مکسور تھا۔ ہم نے قانون پڑھا تھا کہ دو ہمزے اکھٹے آئیں، دونوں متحرک ہو اور دونوں میں سے کوئی ایک مکسور ہو، تو دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدلیں گے۔ دوم را بیا بدل کردند تو دوسرے ہمزے کو یاء سے بدلیں گے۔ تو جائِیٌ ہوا۔ کما تقدم جیسے کہ گزر گئی بات۔ پس اعلال قاضٍ کردند اسکے بعد قاضٍ کا اعلال کر دیا۔ قاضٍ اصل میں قاضِیٌ تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا، تو گرایا، پھر یاء اور نون ساکن کے درمیان التقائے ساکنین علیٰ غیر حدہ آیا تو اول ساکن یائے مدّہ کو گرایا تو قاضٍ ہوا۔ جاءٍ شد یہاں بھی جائِیٌ میں یاء پر ضمہ ثقیل تھا، تو گرایا، پھر یاء اور نون ساکن یعنی نون تنوین کے درمیان اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ آیا، اوّل ساکن چونکہ مدّہ تھا تو اسکو گرا تو جاءٍ ہوا۔ و این قول سیبویہ است اور یہ امام سیبویہؒ کا قول ہے۔

دوم آنکه دوسرا قول وہ کہ عین کلمه را قلب کردہ عین کلمہ میں قلب کیا بجائے لام کلمه بُرْدَند لام کلمہ کی جگہ پر لے گئے۔ كَرَاهَةً لاجتماع الهمزتين نا پسند کرتے ہوئے دو ہمزوں کے اجتماع کو۔ یعنی امام سیبویہ کے نزدیک جائِئٌ بنا۔ دو ہمزہ اکھٹے آئیں۔ اور یہ ناپسندیدہ ہے۔ اور امام خلیل ابن احمدؒ کے نزدیک قلب کیا۔ یعنی جايِئٌ میں یاء کو ہمزہ کی جگہ پر لے آیا اور ہمزہ کو یاء کی جگہ پر تو جائِیٌ ہوا۔ وایں قول خلیل است اور یہ

امام خلیل ابن احمدؒ کا قول ہے۔ اشکال: امام خلیل ابن احمدؒ یہ اُستاد ہے امام سیبویہؒ کا۔ تو پہلے اُستاد کا قول نقل کرنا چاہیے تھا، پھر شاگرد کا قول نقل کرنا چاہیے۔ پہلے امام سیبویہؒ قول کیوں نقل کیا؟ جواب یہ ہے کہ امام سیبویہؒ کا قول زیادہ قوی ہے۔

بعدہ اعلال قاضٍ کردند جاءٍ شد اسکے بعد قاضٍ والا اعلال کیا گیا اور جاءٍ ہوا۔

و علیٰ ھٰذا نحوُ خَطَایَا اور اسی پر خَطَایا جیسے الفاظ بھی ہیں۔ یعنی اُن میں اسی طرح اختلاف ہے۔ امام سیبویہؒ کے نزدیک تعلیل کریں گے اور امام خلیل ابن احمدؒ کے نزدیک قلب کریں گے۔ کَانَ فی الاصل خَطَایِئُ (غیر منصرف) خطایا اصل میں خطایِئُ تھا۔ علیٰ وزن فعایلُ فَعَایِلُ کے وزن پر۔ کما ھو القیاسُ فی جمع فَعِیلةٍ جیسا کہ قیاس ہے فَعِیلة کے جمع کے اندر۔ فَعِیْلَةٌ کی جمع قیاسًا فَعَایلُ آتی ہے۔ لہٰذا یہاں بھی خَطَایَا جمع ہے خَطِیئَةٌ کی۔ قُلِبَتِ الْیاءُ ھَمْزَةً پھر یاء کو ہمزہ سے بدلا گیا۔ تو خَطَائِئُ ہوا۔ کیونکہ قانون کے مطابق الف مفاعل کے بعد یاء آ جائے تو اسکو ہمزہ سے بدلتے ہیں۔ کما تقدم جیسا کہ پیچھے گزرا۔ فَصَارَ خَطَاءِءُ تو خَطَائِئُ ہوا۔ فَقُلِبَتِ الْھَمْزةُ الثَّانیةُ یاءً پھر ہمزہ ثانیہ کو یاء سے بدلا۔ یہاں دو ہمزے اکھٹے آئیں۔ اور ان میں سے ایک مکسور ہے، تو دوسرے ہمزے کو یاء سے بدلا۔ پس خَطَائِیُ ہوا۔ فصار خطاءِیُ پس خَطَائِیُ ہوا۔ یاء پر تنوین کتابت کی غلط ہے۔ فَقُلِبَتِ الْھَمْزَةُ الْمکسُورَةُ یاءً مفتوحةً پھر ہمزہ مکسورہ کو یائے مفتوحہ سے بدلا تو خَطَایَیُ ہوا۔

یہ قانون ہے کہ اگر مفاعل وزن کے اندر الف مفاعل کے بعد ہمزہ مکسور آئے، اور اُس ہمزہ کے بعد یاء ہو، تو اس ہمزہ مکسور کو یائے مفتوح سے بدلتے ہیں۔

اس قانون کا تفصیل یہ ہے کہ اصل میں ہمزہ کے کسرہ کو فتحہ سے بدلا تو خَطَاءَیُ ہوا۔ پھر یائے متحرک اور ماقبل فتحہ ہونے کی وجہ سے الف سے بدلا تو خَطَاءَا بن گیا۔ پھر یہ پسندیدہ نہیں تھا، کیونکہ دو الف کے درمیان ہمزہ آ رہی ہے، تو اسکو یاء سے بدلا تو خَطَایَا ہوا۔ فصار خَطَایَیُ تو خَطَایَیُ ہوا۔ فَقُلِبَتِ الیاءُ الثانیةُ اَلِفًا پس یائے ثانی کو الف سے بدلا لِتَحَرُّکِھَا و انْفِتَاحِ ما قَبْلَھَا بوجہ اسکے متحرک ہونے کے اور ماقبل مفتوح ہونے کے۔ یعنی یاء متحرک تھا اور ماقبل اسکا فتحہ تھا۔ فَصَارَ خَطَایَا تو خطایا ہوا۔ کما ھو القیاسُ فی نحوِ مَطَایَا جیسا کہ قیاس ہے مَطَایا جیسے لفظوں کے اندر۔ یعنی مطایا میں بھی اسی طرح تعلیل ہوئی ہے جیسا کہ خطایا کے اندر تعلیل ہوئی ہے۔ مطایا جمع ہے مطیئَةٌ کی۔ سواری کو کہتے ہیں۔ اور یہ مَطِیئَةٌ اصل میں مَطِیوَةٌ تھا فعیلةٌ کے وزن پر۔ فعیلة کی جمع فَعَایلُ ہے تو مطیئَةٌ کی جمع مَطَایِوُ آئی۔واؤ طرف میں تھا اور ماقبل کسرہ تھا تو اکو یاء سے بدلا تو مَطَایِیُ ہوا۔ جیسا کہ رَضِیَ اصل میں رَضِوَ تھا۔ پھر الف مفاعل کے بعد والے یاء کو ہمزہ سے بدلا تو مَطَائِیُ ہوا۔ پھر ہمزہ مکسورہ کو یائے مفتوحہ سے بدلا تو مَطَایَیُ ہوا۔ جسکا تفصیل اوپر گزرا۔ یائے متحرک کو اور ماقبل فتحہ ہونے کی وجہ الف سے بدلا تو مَطَایَا ہوا۔ وایں قول سیبویہ است اور یہ امام سیبویہؒ کا قول ہے۔

اما بر قول خلیل باقی امام خلیل ابن احمدؒ کے قول پر قلب کردہ قلب کیا ہمزہ را بجائے یا بُردند ہمزہ کو یاء کی جگہ لے گئے و یا را بجائے ہمزہ آوردند اور یاء کو ہمزہ کی جگہ لے آئے۔ یعنی خَطَایِئُ کو خطائیُ کیا۔ فَفُعِلَ به کَمَا فُعِلَ فی مَطَایَا پھر خَطَایا میں بھی اسی طرح کیا گیا جس طرح مَطَایا میں کیا گیا تھا۔ یعنی خَطَائِیُ میں ہمزہ مکسورہ کو یائے مفتوحہ سے بدلو تو خَطَایَیُ ہو جائے گا۔ پھر یائے متحرک ماقبل فتحہ کی وجہ سے الف سے

بدلو تو خَطَایَا ہو جائے گا۔ وَ اعلال دیگر اور اعلال اسکے علاوہ صیغوں کا جو ہے ازانچه اُس قوانین سے یاد کردہ شد یاد کر لیا گیا بیرون آرند اُن سے نکال لے۔ یعنی جاءَ کا ایک تعلیل ہم نے جاءٍ میں ذکر کیا۔ باقی صیغوں کے اعلالت آپ پچھلے قوانین سے نکال سکتے ہیں۔ مثلًا جاءَ اصل میں جَیَئَ تھا۔ پھر جاءَ ہوا یاء متحرک ماقبل فتحہ ہونے کو وجہ سے یاء الف ہوا۔ اور اسی طرح جِیئَ ال میں جُیِئَ تھا۔ یاء کی حرکت ماقبل کو دی تو جِیئَ ہوا۔

درس 103۔ و صرف خَافَ یخافُ اجوف ہے اور باب سمع ہے۔ و مَاب یهابُ اجوف ہے اور باب سمع ہے۔ باب علم بھی کہہ سکتے ہیں۔ و طالَ یَطُوْلُ اجوف ہے اور باب شرُف سے ہے۔ باب کرُم بھی کہہ سکتے ہیں۔ ہم برین قیاس باید کردد انہی پر قیاس کریں اور تعلیلات خود نکالیں۔

و کَذَا الْاَبْوَابُ الْمُنْشَعِبَةُ اور اسی طرح ابواب مُنشعبة ہے۔ اِنْشَعَبَ یَنْشَعِبُ انشِعاب : شاخ نکلنا، یعنی ان ابواب سے آگے جو شاخیں نکلتی ہے۔ یعنی ثلاثی مزید فیه جو فرع ہے ثلاثی مجرد کی۔'

چنانچه باب افعال اَغَاثَ یُغِیْثُ اِغَاثَةً فهو مُغِیْثٌ و اُغِیْثَ یُغَاثُ اِغَاثَةً فذاک مُغَاثُ الامر منه اَغِثْ والنہی عنه لا تُغِثْ اَما اَخْیَلَ و اَغْیَمَ کتابت کی غلطی ہے اَخْیلُ اور اَغْیَمُ۔ یه بھی باب افعال ہے اَکْرَمَ کے وزن پر۔ و مانند آں اور ان جیسے جو ہیں۔ شاذ است شاذ ہیں۔ کیونکه ان میں بھی اعلال ہونا چاہیے تھا۔ اَخْیَلَ میں یا کی حرکت ماقبل کو دے کر اس کو الف سے بدلنا چاہیے تھا۔ یعنی اَخَالَ ہونا چاہیے تھا۔ اور اَغْیَمَ اَغَامَ ہونا چاہیے تھا۔

اب اِغَاثَةٌ مصدر آیا پہلے اس میں تعلیل کو ذکر کریں گے۔ اس کے بعد اُس اعلال کے قوانین ذکر کریں گے۔ اِغَاثَةً دراصل اِغْوَاثًا بُود اغاثة اصل میں اغواثًا بروزن اکرامًا تھا۔ حرکت واو را نقل کردہ بما قبل دادند واؤ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے دی۔ واو را الف کردند اور واؤ کو الف کر دیا۔ بعدہ دو ساکن بہم آمدند اسکے بعد دو ساکن اکھٹے آ گئے۔ یعنی دو الف اکھٹے ہو گئے یعنی اِغَااثًا ہوا۔ اول را حذف کردند پہلے الف کو حذف کر دیا۔ و عوض او تا در آخرش در آوردند اِغاثَةٌ شد۔ اور اسکے عوض میں اُس کے آخر میں تاء لے آئے۔ تو اِغاثةٌ ہوا۔

قانونُه اس اعلال کا قانون یه ہے ہر حرف که در مصدر ساقط شَوَد ہر حرف جو که مصدر میں ساقط ہو جائے [1] بغیر التقائے تنوین بغیر التقائے تنوین کے۔ جیسا که اِغاثة مصدر میں ایک واؤ ساقط ہوا تھا۔ بعض اوقات التقائے ساکنین میں ایک ساکن تنوین ہوتا ہے۔ جیسا که رِضًی اصل میں رِضَوٌ تھا۔ رِضَوٌ میں واؤ متحرک ماقبل فتحه کو الف سے بدلا تو رِضَانْ ہوا۔ یہاں الف اور نون تنوین کے درمیان اجتماع ساکنین علیٰ غیر حده آیا۔ تو مصنفؒ فرماتے ہیں که وہ حرف بغیر التقائے تنوین کے گرا ہو۔ عوض او تا در آخرش در آوردند تو اسکے عوض آخر میں تا لے آتے ہیں۔

چنانچه عِدَةٌ و سِعَةٌ و اِغَاثَةٌ و اِسْتِغَاثَةٌ عِدَةٌ اصل میں وِعْدٌ تھا۔ پھر واؤ کی حرکت مابعد کو نقل کر کے واؤ کو حذف کیا اور اس کے عوض آخر میں تاء لے آئے تو عِدَةٌ ہوا۔ اور یہاں شرط پوری ہے، یعنی واؤ نون تنوین کے ساتھ التقائے ساکنین کی وجه سے نہیں گرا ویسے گرا ہے۔ اور سِعَةٌ اصل میں وِسْعٌ تھا۔ اور اسی طرح اِغاثةٌ اور اِسْتغاثةٌ میں بھی واؤ گرا ہے۔ لیکن نون تنوین کے ساتھ التقائے ساکنین کی وجه سے نہیں گرا ہے۔

و منْ باب الافتعال اور باب افتعال سے اجوف کی گردان اِخْتَارَ یَخْتار اِخْتِیارًا فھو مُخْتَارٌ الامرُ منہ اِخْتَرْ و النھی عنہ لا تَخْتَر۔۔۔ دیکھئے گردان اس طرح ہے۔ اِخْتَارَ یَخْتار اِخْتِیارًا فھو مُخْتَارٌ اُخْتِیرَ یُخْتَارُ اِخْتیارًا فذاک مُخْتَارٌ یہاں اسم فاعل بھی مُخْتَارٌ ہے اور اسم مفعول بھی مُخْتَارٌ ہے۔ دونوں کی صورت ایک جیسی ہے۔ لیکن دونوں کی اصل الگ الگ ہے۔ اسم فاعل تھا بروزن مُفْتَعِلٌ یعنی مُخْتَیِرٌ پھر مُخْتَارٌ ہوا۔ اور اسم مفعول مُفْتَعَلٌ یعنی مُخْتَیَرٌ تھا پھر مُخْتَارٌ ہوا۔ اسم فاعل و اسم مفعول ہر دو بریک طریق اند اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں ایک ہی طریقے پر ہیں۔ الا اَنّ اِسْمَ الفاعلَ مُفْتَعِلٌ بکسر العین مگر یہ کہ اسم الفاعل مُفْتَعِلٌ کے وزن پر ہے عین کے کسرے کے ساتھ۔ و اسم المفعول مفْتَعَلٌ بفتح العین اور اسم مفعول مُفْتَعَلٌ کے وزن پر ہے۔

و من باب الانفعال اور باب انفعال سے اجوف جو ہے، اِنْقَادَ یَنْقَادُ اِنْقِیَادًا فھوَ مُنْقَادٌ الامرُ منہ انْقَدْ والنہی عنہ لا تَنْقَدْ انْقَادَ اصل میں اِنْقَوَدَ تھا۔ واؤ متحرک ماقبل فتحہ کی وجہ سے الف ہوا تو اِنْقَادَ ہوا۔ اسی طرح اِنْقِیَادًا اصل میں اِنْقِوَادًا تھا۔ واؤ سے ماقبل کسرہ تھا تو اسکو یاء سے بدلا تو اِنْقِیادًا ہوا۔ اور مُنْقَادٌ اصل میں مُنْقَوِدٌ واؤ مکسور کے ساتھ تھا پھر مُنْقَادٌ ہوا۔

و من باب الاستفعال اور باب استفعال سے اجوف جو ہے اِسْتَعَانَ یَسْتَعِیْنُ اِسْتِعَانۃً فھو مُسْتَعِیْنٌ الامر منہ اِسْتَعِنْ والنہی عنہ لَا تَسْتَعِنْ

اَمَّا اِسْتَحْوَذَ یَسْتَحْوِذُ شاذ ست استحوذ یستحْوَذُ کے اندر تعلیل نہیں کی گئی۔ مصنف؁ فرما رہے ہیں کہ یہ شاذ ہے۔ورنہ استحاذ یستحیذُ ہونا چاہیے تھا۔

و در ابواب دیگر از اجوف اعلال نیفتادہ اور اجوف کے دیگر ابواب میں اعلال واقع نہیں ہوا۔

اب مصنف؁ اُن بابوں کو ذکر کر رہے ہیں کہ جن میں تعلیل نہیں ہوتی۔

چنانچہ من باب التفعیل اور اجوف باب تفعیل سے حَوَّلَ یُحَوِّلُ تَحْوِیلًا فھو مُحَوِّلٌ الامر منہ حَوِّلْ والنہی عنہ لا تُحَوِّلْ اجوف کے باب تفعیل میں تعلیل نہیں ہوتی۔

و من باب التفعل اور اجوف کی گردان باب تفعل سے تَحَوَّلَ یَتَحَوَّلُ تَحَوُّلًا فھو مُتَحَوِّلٌ و تُحُوِّلَ یُتَحَوَّلُ تَحَوُّلًا فذَاک مُتَحَوَّلٌ الامر منہ تَحَوَّلْ والنہی عنہ لَا تَتَحَوَّلْ اجوف کے باب تفعل میں بھی تعلیل نہیں ہوا۔

و من باب المفاعلۃ اور اجوف کی گردان باب مفاعلۃ سے نَاوَلَ یُنَاوِلُ مُنَاوَلَۃً فھو مُنَاوِلٌ و نُوْوِلَ یُنَاوَلُ مُنَاوَلَۃً فذاک مُنَاوَلٌ الامر منہ نَاوِلْ والنہی عنہ لَا تُنَاوِلْ

و من باب التفاعل اور اجوف کی گردان باب تفاعل سے تَنَاوَلَ یَتَنَاوَلُ تَنَاوُلًا فھو مُتَنَاوِلٌ الامر منہ تَنَاوَلْ والنہی عنہ لَا تَتَنَاوَلْ و عَلی ھٰذا القِیاس اور اسی طریقے پر قیاس ہے۔ یعنی آپ تمام گردانیں اسی طرح کر سکتے ہیں۔

صرف الناقص ناقص کی گردان۔ اجواف کی گردان ختم ہوئی اب مصنف؁ ناقص کی گردان شروع کریگا۔

دَعَا یَدْعُوْا دُعَاءً و دَعْوَۃً و دِعْوَۃً وَ دُعْوَۃً فھو دَاعٍ و دُعِیَ یُدْعیٰ دُعَاءً فذاک مَدْعُوٌّ الامر منہ اُدْعُ والنہی عنہ لا تدْعُ -----

تعلیل: دُعَاءٌ دراصل دُعاوٌ بُود دُعَاءٌ اصل میں دُعاوٌ تھا۔ واو را ہمزہ کردند واؤ کو ہمزہ کر دیا دُعَاءٌ شد دُعَاءٌ ہوا۔ قانونہ 1۔ اس اعلال کا قانون:۔ ہر واوی و یائیکہ بعد از الف زائدہ بر طرف اُفتد ہر وہ واؤ اور یاء جو الف زائد کے بعد طرف میں واقع ہو و یا در حکم طرف یا طرف کے حکم میں ہو۔ یعنی اُس کے ساتھ تائے تانیث ملی ہوئی ہو۔ اور تائے تانیث یہ کبھی آتی ہے صیغہ کے آخر میں اور کبھی نہیں آتی صیغہ کے آخر میں۔ جیسا کہ قائمٌ ،قائمَةٌ، ضاربٌ ،ضاربَةٌ وغیرہ تو ان جیسے صیغوں میں اگر تائے تانیث سے پہلے اور الف زائدہ کے بعد واؤ یا یاء آ جائے تو طرف کے حکم میں ہوگا۔ کیونکہ یہ تاء کبھی آتی ہے اور کبھی نہیں آتی۔

اسی طرح الف تثنیہ سے پہلے اور الف زائدہ کے بعد کسی صیغے میں اگر واؤ یا یاء آ جائے تو اسکو ہمزہ سے بدلیں گے۔

آنرا بہمزہ بدل کنند اُس واؤ اور یاء کو ہمزہ سے بدلتے ہیں۔ چنانچہ دُعَاءٌ اصل میں دُعَاوٌ تھا۔ واؤ طرف میں تھا اور الف زائدہ کے بعد تھا تو اسکو ہمزہ کیا اور دُعَاءٌ ہوا۔ و غَدَاءَةٌ اصل میں غداوَةٌ تھا۔ واؤ طرف کے حکم میں تھا اور الف زائدہ کے بعد تھا تو اسکو ہمزہ کیا ، تو غَدَاءَةٌ ہوا۔ یہ غَدَاءَةٌ کبھی گول تاء کے بغیر بھی آتی ہے جیسا کہ غداءٌ۔ و سَقَّاءٌ اصل میں سَقَّاوٌ تھا۔ واؤ طرف میں تھا اور الف زائدہ کے بعد تھا تو اسکو ہمزہ کیا اور سَقَّاءٌ ہوا۔ و سَقَّاءَةٌ اصل میں سَقَّاوَةٌ تھا۔ واؤ طرف کے حکم میں تھا اور الف زائدہ کے بعد تھا تو اسکو ہمزہ کیا ، تو سَقَّاءَةٌ ہوا۔

و در عَدَاوَةٌ و سَقایَةٌ بسلامت ماند عداوۃ اور سقایۃ میں واؤ اور یاء سلامت رہے زیرانچہ نہ در طرف ست و نہ در حکم طرف اس لئے کہ نہ تو یہ طرف میں ہے اور نہ طرف کے حکم میں ہے۔ کیونکہ عَدَاوَةٌ اور سقایَةٌ تاء کے بغیر استعمال ہوتے ہی نہیں۔ اور قانون میں جس تاء کی بات ہوئی تھی وہ مذکر اور مؤنث کے درمیان فرق کے لئے استعمال ہونے والی تاء تھی۔ جیسا کہ ضاربٌ اور ضاربةٌ۔

و در رایٌ جمع رایَةٌ بسلامت ماند اور رایٌ جو کہ رایَةٌ کی جمع ہے اِس میں یاء سلامت رہی۔ کیونکہ یہ الف زائد نہیں بلکہ واؤ سے بدل کر آیا ہے۔ زیرانچہ ما قبل او از الف مُبدل است زائدہ نیست اس لئے کہ یاء سے ماقبل الف یہ واؤ سے بدل کر آیا ہے۔ یعنی یہ اس کلمۃ کا حرف اصلی ہے، حرف زائد نہیں۔

یاد رہے مصنف ؒ نے رایٌ کو جمع کہا لیکن یہ جمع نہیں۔ وہ الفاظ جہاں مفرد کے لئے تاء لاتے ہیں، اور غیر مفرد میں تاء ختم کر دیتے ہیں، وہ اسم جنس کہلاتا ہے۔ جیسے رایٌ و رایَةٌ ، تمرٌ و تمرةٌ، کلمٌ و کلمةٌ وغیرہ ان مثالوں میں یہ جو رایٌ، تمرٌ، کلمٌ ہے یہ جمع نہیں۔ کیونکہ جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ لیکن یہ اسم جنس ہے، اور اسم جنس کا اطلاق قلیل اور کثیر پر ہوتا ہے۔ یعنی ایک فرد پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے اور تمام افراد پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے۔

یہ تو تھا مصدر کی تعلیل۔ اب مصنف ؒ مضارع کے بارے میں بتلاتے ہیں۔ یَدْعُوْ دراصل یَدْعُوُ بُود یدعُوُ اصل میں یدْعُوُ بروزن یُنْصُرُ تھا۔ واو را ساکن کردند یَدْعُوْ شد۔ واؤ کو ساکن کر دیا تو یَدْعُوْ ہوا۔

قانونہ 2۔ اس اعلال کا قانون یہ ہے۔ ہر واوے و یائے کہ بر طرف باشد ہر وہ واؤ اور یاء جو کہ طرف میں ہو مضموم یا مکسور اور وہ واؤ اور یاء مضموم یا مکسور ہو۔ و ما قبل او نیز مضموم یا مکسور باشد یہ

عبارت و ما قبل او نیز مضموم یا مکسور باشد بھی اس قانون کی شرط ہے لیکن کتابت کی غلطی سے رہ گیا تھا۔ آنرا ساکن کُنَنْد اُس واؤ اور یاء کو ساکن کر دیتے ہیں۔ و حرکت او را حذف کنند اور اُسکی حرکت کو حذف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ یَدْعُوْ اصل میں یَدْعُوُ تھا۔ واؤ مضموم ہے اور طرف میں ہے، جبکہ ماقبل اسکا مضموم ہے تو اس واؤ کے حرکت کو حذف کر دیتے ہیں تو یَدْعُوْ ہوا۔ و یَرْمِیْ اصل میں یَرْمِیُ بروزن یَضْرِبُ تھا۔ یاء مضموم اور طرف میں ہے جبکہ اسکا ماقبل مکسور ہے تو اس یاء کی حرکت کو حذف کریں گے تو یَرْمِیْ رہ گیا۔ و دَاعٍ اصل میں دَاعِوٌ بروزن ناصِرٌ تھا۔ واؤ مضموم طرف میں ہے اور ماقبل میں کسرہ ہے، تو اس واؤ کے حرکت کو گرایا، تو دَاعِوْنْ رہ گیا۔ واؤ اور نون کے درمیان التقائے ساکنین کی وجہ سے واؤ کو گرایا تو دَاعٍ ہوا۔ و رَامٍ اور رامٍ اصل میں رَامِیٌ تھا۔ یاء مضموم اور طرف میں تھا جبکہ اسکا ماقبل مکسور تھا، تو یاء کی حرکت گرائی۔ تو رَامِیْنْ رہ گیا۔پھر یاء بھی گر گئی التقائے ساکنین کی وجہ سے تو رامٍ ہوا۔

و در لَنْ یَّدْعُوَ و لَنْ یَّرْمِیَ و اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ ساکن نکردند ان تینوں مثالوں میں واؤ اور یاء کو ساکن نہیں کیا زیرانچہ نہ مضموم است و نہ مکسور اس لئے کہ واؤ اور یاء نہ مضموم ہے اور نہ مکسور۔ماقبل اسکا مضموم یا مکسور ہے، لیکن یہ خود مضموم یا مکسور نہیں۔ اس لئے یہاں قانون نہیں لگے گا۔

درس 104۔ دُعِیَ دراصل دُعِوَ بُود دُعِیَ اصل میں دُعِوَ تھا۔ واوی ہے باب سمع سے۔ واو را یا کردند دُعِیَ شُد واؤ کو یاء کر دیا تو دُعِیَ ہوا۔

اب مصنفؒ اس اعلال کا قانون ذکر فرمائیں گے۔ قانونہ 3۔ اس اعلال کا قانون۔ ہر واوے کہ ماقبل او مکسور باشد ہر واؤ کہ ماقبل اُسکا مکسور ہو و دریکے ازیں پنج مواضع اُفْتَد اور ان پانچ جگہوں میں سے کسی ایک میں وہ واقع ہو۔ آنرا بیا بدل کنند تو اُس واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں۔[1] اول آنکہ ہر واویکہ مظہر باشد و ما قبل او مکسور بَود ہر وہ واؤ کہ مُظْہر ہو اور اُسکا ماقبل مکسور ہو۔ مُظہر ہو یعنی مدغم نہ ہو۔ چنانچہ مِیْزَانٌ کَمَا مَرَّ جیسا کہ مِیْزَانٌ گزرا ہے۔ یہ اصل میں مِوْزَانٌ تھا۔ اسم آلہ کا صیغہ ہے وَزَنَ یَزِنُ سے مِضْرَابٌ کے وزن پر۔ یہاں پر واؤ مظہر ہے اور ماقبل اسکا مکسور ہے تو مِیْزَانٌ ہوا۔اور اگر مُدغم ہو تو پھر یاء سے نہیں بدلے گا جیسا کہ اِجْلِوَّاذ۔ واؤ سے ماقبل کسرہ ہے لیکن یہاں پر واؤ مُدغم ہے، مظہر نہیں۔

[2]دوم آنکہ بجائے لام کلمہ بَود و ما قبل او مکسور دوم یہ کہ لام کلمہ کی جگہ ہو اور اسکا ما قبل مکسور ہو۔ چنانچہ دُعِیَ اصل میں دُعِوَ تھا۔ واؤ لام کلمہ کی جگہ ہے اور ماقبل اسکا مکسور ہے تو اسکو یاء سے بدلا تو دُعِیَ ہوا۔ و دُعِیَتْ اصل میں دُعِوَتْ بروزن فُعِلَتْ تھا۔ واؤ لام کلمہ کی جگہ ہے اور ماقبل اسکا مکسور ہے تو اسکو یاء سے بدلا تو دُعِیَتْ ہوا۔ و رَضِیَ اصل میں رَضِوَ تھا۔ واؤ لام کلمہ کی جگہ ہے اور ماقبل اسکا مکسور ہے تو اسکو یاء سے بدلا تو رَضِیَ ہوا۔ و رَضِیَتْ اصل میں رَضِوَتْ بروزن فُعِلَتْ تھا۔ واؤ لام کلمہ کی جگہ ہے اور ماقبل اسکا مکسور ہے تو اسکو یاء سے بدلا تو رَضِیَتْ ہوا۔ و داعِیَۃٌ و رَاضِیَۃٌ داعِیَۃٌ اصل می داعوَۃٌ تھا وار راضیۃٌ اصل میں راضوَۃٌ تھا۔ دونوں مثالوں میں واؤ لام کلمہ کی جگہ تھا اور ماقبل اسکا مکسور تھا تو اسکو یاء سے بدلا اور داعیَۃٌ اور راضیَۃٌ ہوا۔

[3] سوم آنکہ ہر واویکہ در مصدر بَود تیسرا یہ کہ ہر وہ واؤ جو کہ مصدر میں ہو و ما قبل او مکسور بَود اور اِس کا ما قبل مکسور ہو و در فعل او بسلامت نماندہ باشد اور اُس کے فعل میں بھی وہ واؤ سلامت نہ رہا ہو۔ چنانچہ قَامَ قِیَامًا جیسا کہ قَامَ قِیَامًا۔۔ قَامَ اصل میں قَوَمَ تھا۔ اس واؤ کو الف سے بدلا گیا تو قَامَ ہوا۔ چونکہ فعل میں تعلیل ہوئی تو اب مصدر میں بھی تعلیل ہوگا۔ قِیَامًا اصل میں قِوَامًا تھا۔ اور اس واؤ کو یاء سے بدلا گیا تو قِیَامًا ہوا۔ و در قَاوَمَ قِوَامًا بسلامت ماند قَاوَمَ فعل کے اندر واؤ سلامت رہا ہے لہٰذا مصدر کے اندر بھی واؤ سلامت رہا، یعنی اعلال نہیں کیا گیا۔ زیرانچہ در فعل او بسلامت ماندہ است اس لئے کہ اس کے فعل قَاوَمَ کے اندر واؤ سلامت رہا ہے۔

امَّا حَالَ حِوَلًا شاذ است یہ شاذ مثال ہے۔ حالَ اصل میں حَوَلَ تھا۔ ماضی کے اندر اعلال ہوا ہے جبکہ اسکے مصدر حِوَلًا میں خلاف القیاس اعلال نہیں کیا گیا۔ حالانکہ واؤ سے ماقبل مکسور بھی ہے اور فعل میں بھی تعلیل ہوا ہے۔ مصنفؒ جواب دیتے ہیں کہ یہ شاذ ہے۔

[4] چہارم آنکہ در جمع باشد چوتھا وہ واؤ ہے جو کہ جمع کے اندر ہو و در وحدان او بسلامت نماندہ باشد اور اُس جمع کی واحد کے اندر وہ واؤ سلامت نہ رہا ہو۔ وُحدان یہ جمع ہے واحد کی۔ یعنی مفرد کے اندر وہ واؤ بدلا ہو، اور جمع کے اندر آ جائے اور ماقبل اسکا مکسور ہو، تو اُس واؤ کو یاء سے بدلیں گے۔ چنانچہ دِیَارٌ و تِیَرَۃٌ جمع دَارٍ و تَارَۃٍ

دِیَارٌ اصل میں دِوَارٌ تھا۔ اس کے مفرد دَارٌ جو کہ اصل میں دَوَرٌ تھا میں الف واؤ سے بدلا ہے۔ اور جمع کے اندر بھی واؤ سے ماقبل کسرہ ہے لہٰذا دونوں شرائط پوری ہوئی اس لئے واؤ کو یاء سے بدلیں گے ، تو دِیَارٌ ہوا۔ اور تِیَرَۃٌ اصل میں تِوَرَۃٌ تھا۔ اس کے مفرد کے اندر تارۃٌ میں واؤ الف سے بدلا ہے اور جمع کے اندر واؤ سے ما قبل کسرہ ہے تو دونوں شرائط پوری ہونے کی وجہ سے جمع کے اندر اعلال کیا تو تِیَرَۃٌ ہوا۔

دار کی جمع دُوْر آتی ہے۔ دیکھو وہ واؤ واپس آیا۔ یا اسکی تصغیر نکالو، کیونکہ تصغیر سے کسی چیز کی اصل کا پتہ چلتا ہے۔ دار کی تصغیر دُوَیْرَۃٌ آتی۔ دیکھو وہ واؤ واپس آ گیا۔ تصغیر کے اندر چونکہ گول تاء مؤنث کی علامت بھی موجود ہے، اس لئے دار عربی میں مؤنث سماعی استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح اَرْض کی تصغیر اُریضۃٌ آتی ہے۔

اور جمع مکسر کے ذریعے بھی اصل کا پتہ چلتا ہے، جیسا کہ دینار کی جمع مکسر دَنَانیر آتی ہے۔ چونکہ دنانیر کے اندر دو نون ہیں تو معلوم ہوا دینار کے اندر جو یاء آئی ہے یہ اصل میں نون تھا۔ پس دینار کی اصل دِنْنَار یعنی دِنَّار ہے۔ اور جب دو حرف ایک ہی جنس کے آ جائے تو کبھی کبھی ایک حرف کو حرکت کے موافق حرف علّت سے تبدیل کرتے ہیں۔ تو دِنْنَار یعنی دِنَّار میں پہلے نون ساکن کو ماقبل کسرۃ کی وجہ سے یاء سے بدلا تو دِینَار ہوا۔

و در طِوالٌ جمع طَوِیْلٍ بسلامت ماند زیرانچہ در وحدان او بسلامت ماندہ است اور طویلٌ کے اندر واؤ میں اعلال نہیں کیا کیونکہ طویلٌ جو کہ اسکا مفرد ہے اِس میں واؤ سلامت رہا تو طوالٌ میں بھی واؤ سلامت رہا۔

[5] پنجم آنکہ ہر واوے کہ در جمع باشد ہر واؤ جو کہ جمع کے اندر ہو و در وحدان ساکن بَود اور اُسکے مفرد میں وہ واؤ ساکن ہو۔ و بعدہ الف جمع باشد اور اُس جمع والی واؤ کے بعد الف جمع آئے۔ یعنی جمع کے اندر واؤ آیا۔ واؤ کا ماقبل مکسور تھا۔ اور اس واؤ کے بعد الف جمع آ جائیں۔ اور اس جمع کے مفرد میں وہ واؤ ساکن ہو تو اس جمع والی واؤ کو یاء سے تبدیل کریں گے۔ چنانچہ حِیَاضٌ جمعُ حَوْضٍ جیسے حِیَاض جمع ہے حَوْض کی۔

حِیَاض اصل میں حِوَاض تھا۔ جمع کے اندر واؤ آیا، واؤ کے ماقبل میں کسرہ اور مابعد میں الف جمع ہے۔ اور مفرد کے اندر واؤ ساکن ہے تو اس واؤ کو یاء سے بدلا اور حِوَاض سے حِیَاض ہوا۔ اما ثِیَرَۃٌ جمع ثَوْرٍ شاذ است باقی ثِیَرَۃٌ جو کہ ثَوْرٍ کی جمع ہے یہ شاذ ہے۔ ثِیَرَۃٌ اصل میں ثِوَرَۃٌ تھا۔ واؤ کے ما بعد الف جمع نہیں لیکن پھر واؤ کو خلاف القیاس یاء سے بدلا تو ثورۃ سے ثیرۃٌ ہوا۔

اعلال: اُدْعُ دراصل اُدْعُوْ بُود اُدْعُ اصل میں اُدْعُوْ تھا۔ واو را حذف کردند اُدْعُ شد واؤ کو حذف کیا تو اُدْعُ ہوا۔ اب اس اعلال کا قانون ذکر کریں گے۔ قانونُه 3۔ اس اعلال کا قانون۔ ہر واوے و یائیکہ بر طرف باشد ہر وہ واؤ اور یاء جو کہ طرف میں ہو، در جزم و امر ساقط شَود جزم اور امر کے اندر وہ واؤ اور یاء ساقط ہو جائیں گے۔ اور کہتے ہیں کہ بعض نُسخوں میں الف کا ذکر بھی ساتھ آیا ہے۔ یعنی واؤ، یاء اور الف اگر طرف میں ہو تو جزم اور امر میں اس واؤ، یاء اور الف کو ساقط کریں گے۔ یا یہ قید لگاؤ کہ وہ واؤ اور یاء اصلی ہو۔ اور الف تو فعل کے اندر واؤ اور یاء سے بدل کر آتا ہے۔ چنانچہ جزم کی مثالیں لَمْ یَدْعُ یہاں واؤ گرا ہے آخر سے جزم کی وجہ سے و لَمْ یَرْمِ یہاں یاء گری ہے آخر سے جزم کی وجہ سے و لَمْ یَخْشَ یہاں الف گرا ہے آخر سے جزم کی وجہ سے، لیکن یہ الف اصل میں یاء تھی۔ یعنی یَخْشَیٰ تھی۔ لم کے داخل ہونے سے الف گر گیا تو لَمْ یَخْشَ ہوا۔

امر کی مثالیں: و اُدْعُ یہاں واؤ گرا ہے۔ و اِرْمِ یہاں یاء گرا ہے۔ و اِخْشَ اور یہاں الف گرا ہے۔

صرف ماضی معلوم دَعَا دَعَوَا دَعَوْا دَعَتْ الخ ---

دُعُوْا دراصل دُعِوُوْا بُود دُعُوْا اصل میں دُعِوُوْا تھا۔ دُعِوَ دُعِوَا دُعُوْا مجہول صیغے کی تعلیل کر رہے ہیں۔ حرکت واو نقل کردہ بما قبل دادند واؤ کی حرکت کو نقل کر کے ماقبل کو دے دیا تو دُعُوْوْا ہوا۔ بعدہ التقاءِ ساکنین شد میان ہر دو واو اسکے بعد اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدّہ ہوا دونوں واؤ کے درمیان واو اُولیٰ را حذف کردند دُعُوْا شد پہلے واؤ کو حذف کیا تو دُعُوْا ہوا۔ واو را بیا بدل نکردند واؤ کو یاء سے نہیں بدلا گیا زیرانچہ در حکم وسط ست کیونکہ یہ وسط کے حکم میں ہے۔ اور قانون یہ ہے کہ اگر واؤ طرف کے حکم میں ہو یا طرف میں ہو او ماقبل مکسور ہو تو اس واؤ کو یاء سے بدلنا ہوگا۔ زیرانچہ ضمیر مرفوع متصل در حکم کلمہ است اس لئے کہ ضمیر مرفوع متصل کلمہ کے حکم میں ہے۔ پس آنچہ پیش ازو باشد در حکم وسط باشد پس وہ جو ضمیر مرفوع متصل سے ماقبل ہو وہ وسط کے حکم میں ہے۔ دُعِوُوْا میں یہ واؤ ساکن ضمیر مرفوع متصل ہے اور یہ جمع غائب کی ضمیر ہے۔ اور ضمیر مرفوع متصل جُزِ کلمہ کی طرح ہوتی ہے۔ اور جب یہ جز کلمہ کی حکم میں ہے تو ماقبل کے واؤ کو یاء سے نہیں بدلا گیا، کیونکہ اب وہ واؤ طرف میں نہ رہا بلکہ وسط میں رہا۔ اب آگے مصنفؒ دلیل ذکر فرما رہے ہیں کہ ضمیر مرفوع متصل جز کلمہ ہے۔ اسکے بہت سے دلائل ہے ایک یہاں پر صاحب کتابؒ ذکر کر رہے ہیں۔ دلیل یہ ذکر کر رہے ہیں کہ اس ضمیر مرفوع متصل کے ساتھ کبھی ضمیر منصوب متصل بھی آ جاتی ہے۔ جیسا کہ ضَرَبْتُ میں تاء ضمیر بارز مرفوع متصل کی ہے۔ اسکے ساتھ ضمیر منصوب متصل آ جاتی ہے یعنی مفعول کی ضمیر۔ جیسا کہ ضَرَبْتُکَ یا ضربتُهُ ۔ یہاں مرفوع متصل کی ضمیر پہلے ہے اور ضمیر منصوب متصل کی ضمیر بعد میں ہے۔ اب یہ جائز نہیں کہ ضمیر منصوب متصل کو پہلے لے جاؤ اور ضمیر مرفوع متصل کو بعد میں لے آؤ۔

دلیل بر آنکہ ضمیر مرفوع متصل بمنزلہ جزو کلمہ است دلیل اس بات پر یہ ہے کہ ضمیر مرفوع متصل جز کلمہ کی طرح ہے کہ چوں ضمیر منصوب متصل بَدُو لاحق مِیشود کہ جب ضمیر منصوب متصل اِس کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہے۔فصل میان ضمیر مرفوع متصل جدائی کرنا ضمیر مرفوع متصل کے درمیان و میان عامل او اور اُس کے عامل کے درمیان دُرست نَبود یہ درست نہیں ہے۔ یعنی ضربَ فعل جو تا ضمیر مرفوع متصل میں عامل ہے۔ اسکے درمیان اور تا ضمیر کے درمیان فصل لانا یعنی درمیان میں ضمیر منصوب متصل کا لانا درست نہیں ہے۔ چوں ضَرَبْتُکَ جیسے ضربْتُکَ۔ اسکے بارے میں علماء نے بہت سے دلائل ذکر کئے ہیں کہ ضمیر مرفوع متصل جز کلمہ کی طرح ہے۔ جز کلمہ پر ایک اور دلیل: اگر ایک کلمہ ہو تو اسکے ساتھ آخر میں یائے مشدد ملائی جاتی ہے،جیسا کہ لاہور کے ساتھ یائے مشدد ملایا جائے تو لاھورِیٌّ بن جاتا ہے، یعنی لاہور والا۔ اور یہ یائے مشدد مفرد یعنی ایک کلمہ کے آخر میں آتی ہے جملہ کے آخر میں نہیں۔ قدیم زمانے میں بوڑھے کو کُنْتِیٌّ کہا جاتا تھا۔ یہ کان یکون سے کُنْتُ ہے۔ اور اسکے ساتھ یائے مشدد ملائی گئی حالانکہ یائے مشدد صرف مفرد کے ساتھ ملائی جاتی ہے تو اسکا مطلب ہوا کہ کُنْتُ میں یہ تا ضمیر مرفوع متصل کی یہ جز کلمہ ہے اور مفرد کے حکم میں ہوا تب جا کر یائے مشدد ساتھ ملائی گئی۔ اور بوڑھے کو یہ کُنْتِیٌّ اس لئے کہا جاتا تھا کیونکہ بوڑھا اکثر ایسے باتیں کرتا ہیں "کنتُ کذا فی شبابی" جوانی میں، میں ایسا تھا۔ یہ کنتُ کذا کثرت سے استعمال کرنے کی وجہ سے اس کا نام کنتِیٌّ رکھا گیا۔ اور اسی طرح طالب علم کو "ما تقول" کہا جاتا تھا۔ یعنی جب بھی دو طالب علم بیٹھ جاتے اور کسی مسئلے پر تکرار شروع کرتے تو کہتے " ما تقول فی ھٰذہِ المسئلۃِ"۔ کیونکہ طالب علم یہ لفظ "ما تقول" کثرت سے استعمال کرتے تھے تو نام ہی "ما تقول" پڑ گیا۔ اور اسی طرح مؤرخ "ابنِ ھلِّ کان" ہے۔ یہ ھَلِّ اور کانَ کا لفظ کثرت سے استعمال کرتا تھا۔ تو اسی سے اُس کا نام "ابن ھلِّ کانَ" پڑ گیا۔

درس 105۔ مستقبل معلوم یَدْعُوْ یَدْعُوَانِ یَدْعُوْنَ الخ جمع مذکر و مؤنث بیک طریق آیند جمع مذکر اور جمع مؤنث ایک طریقے پر آتے ہیں۔یعنی صورتًا ایک جیسے ہوتے ہیں۔ جمع مذکر غائب یَدْعُوْنَ ہے۔ اور جمع مؤنث غائب بھی یَدْعُوْنَ ہے۔ یَدْعُوْنَ جمع مذکر غائب اصل میں یَدْعُوُوْنَ بروزن یَنْصُرُوْنَ تھا۔ واؤ پر ضمہ ثقیل تھا اسکو گرایا تو یَدْعُوْوْنَ ہوا۔ پھر اجتماع ساکنین سے اوّل واؤ مدّہ کو بھی گرایا تو یَدْعُوْنَ بروزن یَفْعُوْنَ ہوا۔ اور یَدْعُوْنَ جمع مؤنث غائب کا صیغہ اصل میں یَدْعُوْنَ بروزن یَنْصُرْنَ بروزن یَفْعُلْنَ تھا۔ معلوم ہوا یہاں کوئی تعلیل نہیں ہوئی۔

اِلَّا اَنَّ الْوَاوَ ضَمِیْرٌ فِیْ جَمْعِ الْمُذَکِّرِ مگر یہ کہ واؤ ضمیر ہے جمع مذکر کے اندر۔ یعنی یَدْعُوْنَ کے اندر جو واؤ ہے یہ جمع مذکر کی ضمیر ہے اور لام کلمہ گر چکا ہے۔ وَ لَامُ الْکَلمۃ فِیْ جَمْعِ الْمُؤَنَثِّ اور جمع مؤنث کے اندر یہ جو واؤ ہے یہ لام کلمہ ہے۔ یعنی یَدْعُوْنَ جمع مؤنث غائب بروزن یَفْعُلْنَ میں یہ واؤ ضمیر نہیں بلکہ لام کلمہ ہے۔ فَوَزْنُ الاوَّلِ یَفْعُوْنَ پس پہلے کا وزن یَفْعُوْنَ ہے۔ یعنی جمع مذکر غائب یَدْعُوْنَ کا وزن یَفْعُوْنَ ہے۔ وَ وَزْنُ الَّثانِیْ یَفْعُلْنَ اور دوسرے صیغے یعنی جمع مؤنث غائب یَدْعُوْنَ کا وزن یَفْعُلْنَ ہے۔

وَ مَجْھُوْلُہٗ اور ناقص سے مجہول کی گردان یُدْعیٰ یُدْعَیَانِ الخ ۔۔

یُدْعَیَانِ دراصل یُدْعَوَانِ بُود یُدْعَیانِ اصل میں یُدْعَوانِ تھا۔ واو را یاء کردند یُدْعَیَانِ شد واؤ کو یاء کیا تو یُدْعَیَانِ ہوا۔

قانونه 4۔ اس اعلال کا قانون یہ ہے۔ ہر واوی که در کلمه ثالث باشد ہر وہ واؤ جو کلمہ کے اندر تیسرے نمبر پرآئے چوں رابع گردَد جب وہ چوتھا ہو جاتا ہے۔ فصاعدًا یا اس سے زیادہ۔ یعنی پانچویں یا چھٹے نمبر پر چلا جائے۔ و حرکت ما قبل اُو مخالف اُو باشد اور اسکی ماقبل کی حرکت اُس کی مخالف ہو۔ یعنی ماقبل میں ضمه نہ ہو، چاہے کسرہ ہو یا فتحہ۔ واو را بیا بدل کنند واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں۔

چنانچہ یُدْعَیَانِ اسکا مادّہ دَعَوَ تھا۔ اور یُدْعَیَانِ میں یہ چوتھے نمبر پر چلا گیا۔ اور ماقبل کی حرکت بھی اسکی مخالف تھی۔ تو اس واؤ کو یاء سے بدلا۔ یُدْعَوَانِ سے یُدْعَیَانِ ہوا۔ و یُرْضَیَانِ یہ رَضِیَ سے ہے۔ اور رَضِیَ اصل میں رَضِوَ تھا۔اور اسی سے رضوان ہے۔ یہاں بھی یُرْضَیَانِ اصل میں یُرْضَوَانِ تھا۔ واؤ چوتھی نمبر پر چلا گیا، اور ماقبل کی حرکت اُسکی مخالف تھی، تو واؤ کو یاء سے بدلا گیا۔ و اَغْلَیْتُ اصل میں اَغْلَوْتُ تھا۔ عین، لام اور واؤ اسکا مادّہ ہے۔ اَکْرَمْتُ کے وزن پر۔ عَلیٰ یعلُوْ سے۔ باب افعال میں یہ واؤ چوتھی نمبر پر چلا گیا۔ اَغْزَیْتُ غین، زا اور یاء اسکا مادّہ ہے۔ واؤ یاء سے بدلا گیا۔ و اِسْتَعْلَیْتُ اس کا مادّہ بھی عین، لام اور واؤ ہے۔ علیٰ یعلُوْ سے۔ باب استفعال آیا تو یاء سے بدلا۔ و مُعْلَیَانِ اصل میں مُعْلَوَانِ تھا۔ باب اِفعال سے اسم مفعول اور اسم ظرف ہے، اور تثنیه کا صیغه ہے۔ و مُسْتَعْلَیَانِ اصل میں مُسْتَعْلَوَانِ تھا۔

آگے مصنفؒ ایک اشکال کا جواب دیتے ہیں کہ عَدَاوَۃٌ کے اندر یہ واؤ چوتھی جگہ چل گیا لیکن پھر بھی اسکو یاء سے نہیں بدلا گیا۔ تو مصنفؒ جواب دیتے ہیں کہ قانون میں تھا کہ ماقبل اُسکا متحرک ہو اور مخالف حرکت والا ہو۔ یہاں الف آیا ہے جو کہ ساکن ہے۔تو اس صیغے میں قانون نہیں لگے گا۔ و در عَداوَۃٌ واو را بیا بدل نکردند اور عَدَاوۃٌ کے اندر واؤ کو یاء سے بدلا نہیں۔ زیرانچه ما قبل او متحرک نیست اس لئے کہ اسکا ماقبل متحرک نہیں۔

یہ بھی مصنفؒ ایک اشکال کا جواب دیتے ہیں۔ کہ شکایَۃٌ بھی اصل میں شِکاوَۃٌ تھا۔ یہاں واؤ کو کیوں یاء سے بدلا گیا۔ شَکیٰ یَشْکُوْ سے۔ تو مصنفؒ اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ محمول ہے حِکَایَۃٌ جیسے مصادر پر۔ اور حَکیٰ یَحکِی وہاں پر یاء ہے۔ اور یہ حِکَایَۃٌ وزن والا مصدر ناقص کے ساتھ خاص ہے۔ اور یہ یاء کے ساتھ آتا ہے۔ اگر کوئی مصدر ناقص سے اسی وزن پرآئے اور واؤ کے ساتھ آئے تو پھر واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں۔ امّا شِکَایَۃٌ محمول است بر حِکایۃٌ و غیر ذلک اور باقی شِکَایۃٌ یہ محمول ہے حِکَایۃٌ وغیرہ پر۔ زیرانچه مصدر بریں وزن از ناقص مختص ست بیا اس لئے کہ اسی وزن پر ناقص سے مصدر مختص ہے یاء کے ساتھ۔ اِلّا نَادِرًا اور اسی وزن والا مصدر واؤ میں نہایت کم آیا ہے۔ چنانچه حِمَایَۃٌ و سِرَایَۃٌ و دِرَایَۃٌ و هِدَایَۃٌ و ولایَۃٌ و رِعَایَۃٌ و غیرَ ذلک یہ سارے مصادر یاء کے ساتھ آئے ہیں۔ پس آنچه بواو آید پس وہ مصدر اسی وزن کا جو واؤ کے ساتھ آیا واو را بیا بدل کنند تو واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں تا در صورت مختلف نبا شد تا کہ صورت کے اندر اُس سے مختلف نہ ہو۔

فهٰذا کما قال بَعْضُهُمْ پس یہ اسی طرح ہے جیسا کہ بعض علماءؒ نے فرمایا ہے۔ فِیْ نَحْوِ کَیْنُوْنَۃٌ۔ کَیْنُوْنَۃٌ کے اندر جو بعض علماءؒ نے کہا ہے۔ دراصل کَوْنُوْنَۃٌ بُود کَیْنُوْنَۃٌ اصل میں کَوْنُوْنَۃٌ تھا۔ امام اخفشؒ اور کوفه کے علامهؒ فرماتے ہیں کہ کَیْنُوْنَۃٌ اصل میں کُوْنُوْنَۃٌ تھا۔ پھر کاف کے ضمه کے فتحه کے ساتھ بدلا گیا تو کَوْنُوْنَۃٌ ہوا۔ واو را بیا بدل کردند واؤ کو یاء سے بدل دیا۔ زیرانچه ایں وزن در مصادر اجوف بیاء غالب آمده است

کیونکہ یہ والا وزن اجوف کے مصادر میں یاء کے ساتھ اکثر آیا ہے۔ چنانچہ قَيْلُوْلَةٌ و بَيْنُوْنَةٌ و غَيْرُ ذٰلک جیسا کہ قَيْلُوْلَةٌ اور بَيْنُوْنَةٌ یاء کے ساتھ آئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ فَمَا جَاءَ بِالْوَاوِ پس وہ مصادر جو واؤ کے ساتھ آئے جیسا کہ کَوْنُوْنَةٌ اُبْدِلَتْ وَاوُهُ يَاءً تو اُس کے واؤ کو یاء کے ساتھ بدل دیا گیا۔ تو کَيْنُوْنَةٌ ہوا۔

مستقبل معروف بانون ثقیلہ مضارع کی گردان نون ثقیلہ کے ساتھ۔يَدْعُوَنَّ الخ مَجْهُوْلُهُ بها اسکا مجہول نون ثقیلہ کے ساتھ يُدْعَيَنَّ الخ۔۔۔

يُدْعَوُنَّ دراصل يُدْعَوُوْنَ بُود ۔ يُدْعَوُنَّ اصل میں يُدْعَوُوْنَ تھا۔ گردان: يُدْعَيَنَّ يُدْعَيَانِّ يُدْعَوُنَّ واو الف گشت و بیُفتاد واؤ متحرک ماقبل میں فتحہ کی وجہ سے الف ہوا یعنی يُدْعَاوْنَ ہوا۔ اور التقائے ساکنین علیٰ غیر حدّہٖ کی وجہ سے الف گر گیا تو يُدْعَوْنَ ہوا۔ يُدْعَوُوْنَ بروزن يُنْصَرُوْنَ۔ اور اسی طرح بھی کہ سکتے ہیں کہ يُدْعَوُوْنَ میں واؤ تیسری جگہ چلا تو یاء ہوا یعنی يُدْعَيُوْنَ ہوا۔ پھر یاء متحرک ماقبل فتحہ کی وجہ سے الف ہوا تو يُدْعَاوْنَ ہوا۔ پھر التقائے ساکنین علی غیر حدّہٖ کی وجہ سے الف گر گیا تو يُدْعَوْنَ ہوا۔ و چوں نون تاکید ثقیلہ بدو متصل شد اور جب نون تاکید ثقیلہ يُدْعَوْنَ کے ساتھ مل گیا۔ نون اعرابی ساقط شد تو نون اعرابی گر گیا۔ يُدْعَوْنَّ ہوا۔ دو ساکن بہم آمدند دو ساکن اکھٹے آئے واو و نون مدغم ایک واؤ اور دوسرا نونِ مُدْغَمْ واو را ضمہ دادند يُدْعَوُنَّ شد۔واؤ کو ضمہ دیا تو يُدْعَوُنَّ ہوا۔ یہاں پہلے ساکن واؤ کو اس لئے نہیں گرایا کیونکہ یہاں واؤ حرف مدّہ نہیں۔

قانونہ 5۔ اس اعلال کا قانون۔ ہر جا کہ دو ساکن بہم آیند ہر وہ جگہ جہاں پر دو ساکن اکھٹے آئیں۔ در غیر حدِّ خود علیٰ غیر حدّہ کے طریقے پر۔ اول ایشاں واو جمع باشد اور ان میں سے پہلا واؤِ جمع ہو۔ و حرکت ما قبل او مخالف او گردد اور اُس کی ما قبل کی حرکت اُس کے مخالف ہو جائے۔ آنرا ضمہ می باید داد تو پہلے ساکن کو ضمہ دینا چاہیے۔ چنانچہ دَعَوُا اللّٰهَ اصل میں دَعَوْا اَللّٰہِ تھا۔ لفظ اللہ کا ہمزہ گر گیا تو دَعَوْا اللّٰهَ رہ گیا۔ اب دَعَوْا کا واؤ جمع بھی ساکن اور لفظ اللہ کا لام بھی ساکن۔ تو واؤ جمع کو ضمہ دیا تو دَعَوُا اللّٰهَ ہوا۔ وَ لَا تَخْشَوُالنَّاسَ۔ اصل میں لَا تَخْشَوْا اَلنَّاسَ تھا۔ اَلنّاسَ کا ہمزہ درج عبارت میں گر گیا، تو لَا تَخْشَوْا النَّاسَ۔ اب واؤ جمع بھی ساکن اور آگے الناس کا لام بھی ساکن، تو واؤ جمع کو ضمہ دیا تو لَا تَخْشَوُا النَّاسَ ہوا۔

اب واحد مؤنث مخاطبہ کے صیغہ میں نون ثقیلہ کیسے جُڑے گا۔ اب اس کا طریقہ مصنفؒ بتاتے ہیں۔

تُدْعَيِنَّ دراصل تُدْعَوِيْنَ بُود تُدْعَيِنَّ اصل میں تُدْعَوِيْنَ تھا بروزن تُنْصَرِيْنَ۔ واو الف گشت و بیفتاد تُدْعَوِيْنَ کا واؤ الف ہوا تو تُدْعَايْنَ ہوا۔ پھر اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ کی وجہ سے الف گر گیا تو تُدْعَيْنَ ہوا۔ تُدْعَيْنَ شد تُدْعَيْنَ ہوا۔ چوں نون تاکید بدو متصل شد نون اعرابی ساقط شد جب تُدْعَيْنَ کے ساتھ نون ثقیلہ مل گیا تو نون اعرابی گر گیا اور تُدْعَيْنَّ رہ گیا۔ بعدہ دو ساکن بہم آمدند اسکے بعد دو ساکن اکھٹے آ گئے یاء و نون مدغم ایک ساکن اِن میں یاء اور دوسرا ساکن نون مُدْغَم و اول ایشاں مدہ نبود اور ان میں سے پہلا ساکن یاء مدّہ نہیں تھا۔ کیونکہ یاء کا ما قبل مکسور نہیں بلکہ مفتوح ہے۔ یا را حرکت کسرہ دادند تو یاء کو کسرہ کی حرکت دے دی۔ تو تُدْعَيِنَّ ہوا۔ کَمَا هُوَا الْاَصْلُ فِيْ مِثْلِهٖ جیسا کہ اصل ہے ان جیسوں کے اندر۔ جیسے واؤ کے

اندر ضمہ دیا تھا تو یاء کے اندر کسرہ دیں گے۔ وَ سَیَاتِیْکَ ذِکْرُہُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ۔ اور ان شاءَ اللہ تعالیٰ ادغام کے بحث کے اندر اسکی تفصیل آ جائے گی۔

درس 106۔ ناقص سے فعل جحد۔ فعل جَحَدْ مستقبل معروف لَمْ یَدْعُ الخ ناقص سے فعل جحد معلوم کی گردان۔ مجہولہ لَمْ یُدْعَ الخ اور ناقص سے فعل جحد مجہول کی گردان مستقبل معروف با نفی ابد لَنْ یَّدْعُوَ الخ اور ناقص سے مستقبل معروف ابد کے نفی کے لئے۔ یہ لَنْ ناصبہ نفی میں تاکید پیدا کرتا ہے اور نفی مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ مثلاً لن اضربُ زیدًا : میں ہرگز زید کی پٹھائی نہیں کروں گا۔ تو یہاں لن نے مستقبل سے ضرب زید کی نفی کی۔ اس لئے نفی ابد کہا۔ کہ ہمیشہ کے لئے نفی۔ مجہولہ لَنْ یُّدْعیٰ الخ اور ناقص سے مستقبل مجہول امر غائب معلوم لِیَدْعُ الخ اور ناقص سے فعل امر غائب معلوم کی گردان۔ امر حاضر معروف اُدْعُ الخ اور امر حاضر معروف اُدْعُ الخ امر متکلم لِاَدْعُ لِنَدْعُ امر متکلم مَجْھُوْلُہٗ لِیُدْعَ الخ امر حاضر مجہول لِتُدْعَ الخ امر متکلم مجہول لِاُدْعَ لِنُدْعَ الخ نہی غائب معلوم لَا یَدْعُ الخ نہی حاضر معلوم لَا تَدْعُ الخ نہی متکلم معلوم لَا اَدْعُ لَا نَدْعُ اسم فاعل دَاعٍ اسم مفعول مَدْعُوٌّ الخ یہاں تک مصنفؒ نے مختلف گردانوں کی طرف اشارہ کیا۔

مَدْعُوٌّ دراصل مَدْعُوْوٌ بُود مَدْعُوٌّ اصل میں مَدْعُوْوٌ بروزن مَفْعُوْلٌ تھا۔ واو اول را در دوم ادغام کردند واؤ اوّل کا واؤ دوم کے اندر ادغام کیا۔ مَدْعُوٌّ شد۔ تو مَدْعُوٌّ ہوا۔

قانونہ 6۔ اس اعلال کا قانون ہر جا کہ دو حرف از یک جنس بہم آیند ہر وہ جگہ جہاں دو حرف ایک جنس کے اکھٹے آئیں اول را در دُوُم ادغام کنند تو پہلے کا دوسرے کے اندر ادغام کرتے ہیں۔ و سَیَاتِیْ حُکْمُہٗ فِیْ صَرْفِ الْمُضَاعَفِ اِنْ شاءاللّٰہ تعالیٰ۔ اور اس کا حکم مضاعف کے گردان کے اندر ان شاء اللہ آ جائے گا۔

الیائی منہ و من مہموز العین ناقص یائی اور مہموز العین سے۔ یعنی مرکب باب سے۔ رایٰ یریٰ یَرٰی اصل میں یَرْءَیُ تھا۔ ہمزہ کی حرکت نقل کر ماقبل کو دی اور ہمزہ کو گرایا تو یَرَیُ ہوا۔ جیسا کہ یَسْئَلُ کو یَسَلُ پڑھنا جائز ہے۔ وہاں یہ تفصیل گزرا تھا کہ یَسَلُ میں یہ قانون جائز ہے اور یَرٰی کے اندر واجب ہے۔ پھر یاء متحرک ماقبل فتحہ کو الف سے بدلا تو یَرٰی ہوا۔ رُؤْ یۃً فھُوَ رَاءٍ و رُءِیَ یُریٰ رُؤْ یَۃً فذاکَ مَرْءِیٌّ الامر منہ رَ امر حاضر مضارع حاضر کے صیغے سے بنتا ہے۔ اور یہاں تَرٰی مضارع حاضر کا صیغہ ہے۔ علامت مضارع تا گرائی اور آخر سے وہ الف جو یاء سے بدل کر آیا تھا وہ بھی گر گیا تو رَہ گیا۔ اور امر حاضر کی گردان: رَرَیَا رَوْا رَیْ رَیَا رَیْنَ والنہی عنہُ لَا ترَ

مَرْئِیٌّ دراصل مَرْءُوْیٌ بُود مَرْئِیٌّ اصل میں مَرْءُوْیٌ بروزن مَفْعُوْلٌ تھا۔ واو را یا کردند واؤ کو یاء کیا تو مَرْءُیْیٌ ہوا۔ و یاء را در یاء ادغام کردند اور یاء کا یاء کے اندر ادغام کر دیا تو مَرْءُیٌّ ہوا۔ و ما قبل او مکسور کردند مَرْئِیٌّ شد۔ اور اسکے ماقبل کو مکسور کر دیا تو مَرْئِیٌّ ہوا۔ ہم نے قانون میں پڑھا تھا کہ واؤ اور یاء اکھٹے آئیں اور اس میں سے پہلا ساکن ہو تو واؤ کو یاء کر کے یاء میں ادغام کرتے ہیں۔ تو مَرْءُوْیٌ میں بھی واؤ اور یاء اکھٹے آئیں اور اس میں واؤ ساکن تھا تو واؤ کو یاء کیا اور یاء کا یاء میں ادغام کیا تو مَرْءُیٌّ ہوا۔ پھر یاء اپنے سے ما قبل کسرہ چاہتی ہے تو ہمزہ کو کسرہ دیا تو مَرْئِیٌّ ہوا۔

قانونہ 7۔ اس اعلال کا قانون۔ ہر جا که واو و یا بہم آیند ہر وہ جگه جہاں پر واؤ اور یاء اکھٹے آ جائیں۔ [1]دریک کلمه ایک کلمه کے اندر و [2]اول ایشاں ساکن بَود اور ان میں سے پہلا ساکن ہو۔ [3]یکے از یشاں بدل از چیزے نبا شد اور ان میں سے کوئی بھی کسی سے بدل نه ہو۔ و [4]آں کلمه تصغیر اَفْعَلُ نبا شد اور وہ کلمه اَفْعَلُ کی تصغیر نه ہو۔ آں واو را یا کنند و یا دریا ادغام کنند تو اُس واؤ کو یاء کرتے ہیں اور یاء کا یاء میں ادغام کرتے ہیں۔ و اگر ما قبل ایشاں ضمه باشد اور اگر اُن سے پہلے ضمه ہو۔ آنرا بکسرہ بدل کنند تو اُسکو کسرہ سے بدلتے ہیں۔ چنانچه مَرْمِیٌّ جیسا که مَرْمِیٌّ اصل میں مَرْمُوْیٌ تھا۔ و سَیِّدٌ اور سَیِّدٌ اصل میں سَیْوِدٌ تھا۔ یاء اور واؤ اکھٹے آئیں۔ اور پہلا اس میں ساکن ہے۔ تو واؤ کو یاء کیا۔ اور پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا تو سَیِّدٌ ہوا۔ و اَیَّامٌ اَیَّام یه یَوْمٌ کی جمع ہے۔ اَیَّام اصل میں اَیْوَام تھا۔ پھر اَیَّام ہوا۔

و در بُوْیِـعَ و دِیْوَانٌ واو را یا نکردند مصنفؒ ایک اشکال کا جواب دیتے ہیں۔ بُوْیِعَ اور دِیْوَانٌ کے اندر واؤ کو یاء نہیں کیا زیرانچه واو بدل است از الف در اول اس لئے که واؤ بدل ہے الف سے پہلے یعنی بویعَ کے اندر۔ بُوْیِعَ مجہول کا صیغه ہے اسکا معروف بَایَعَ ہو۔ مجہول کے لئے جب باء کو ضمه دیا تو ضمه کی مناسبت سے الف واؤ ہوا اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دیا تو بُوْیِعَ ہوا۔ اور قانون میں یه شرط تھا واؤ یا الف کسی سے بدل کر نه آیا ہو۔ و یا بدل است از واو در دوم اور یاء بدل ہے واؤ سے دوسرے یعنی دِیْوانٌ کے اندر۔ دِیْوَان اصل میں دِوْوَان تھا۔ اور واؤ ساکن کو ماقبل کسرہ کی وجه سے یاء سے بدلا تو دِیْوان ہو۔

قاعدہ: تصغیر اور جمع مکسَّر کے ذریعے کسی چیز کی اصل کا پته لگ جاتا ہے۔ تو ضابطه ہے " التصغیرُ والتکسیرُ یَرُدَّانِ الاشیاءَ الیٰ اُصولِها"۔ چنانچه دیوان کی جمع دَوَاوِیْنْ آتی ہے۔ لہٰذا جمع مکسَّر کے اندر یاء نہیں تو معلوم ہوا که دیوان کے اندر یه یاء اصل میں واؤ تھا۔

و در اُسَیْوِدٌ ادغام نکردند اور اُسَیْوِدٌ کے اندر ادغام نہیں کیا گیا۔ زیرانچه تصغیر اَسْوَدُ ستاِس لئے که یه اَسْوَدُ کی تصغیر ہے۔ اور شرط یه ذکر کیا تھا قانون کے اندر که وہ اَفْعَلُ کی تصغیر نه ہو۔ که بروزن افعلُ است کیونکه اَسْوَدُ اَفْعَلُ کے وزن پر ہے۔ اما حَیْوَةٌ و ضَیْوَنٌ شاذ است۔ باقی حَیْوَةٌ اور ضَیْوَنٌ شاذ ہے۔ ان دونوں مثالوں میں ساری شرائط پوری ہیں لیکن پھر بھی یہاں قانون جاری نہیں کیا گیا۔ کیونکه یه شاذ ہیں۔

صرف الماضی منه اور باب رؤیت سے ماضی کی گردان۔ رَأٰی رَاَیَا الخ -- رُءِیَ رُئِیَا الخ --- مستقبل معروف یَریٰ آہ یَرَیٰ یَرَیَانِ یَرَوْنَ مجہوله یُریٰ الخ مستقبل معروف بانون ثقیله یَرَیَنَّ الخ مجهوله یُرَیَنَّ الخ امر غائب معروف لِیَرا لِیَرَیَا لِیَرَوْا الخ مجهوله لِیُرَ الخ امر حاضر معروف رَرَیَا رَوْا الخ--- امر متکلم لِاَرَ لِنَرَ آہ امر حاضر بانون ثقیله رَیَنَّ الخ--- نہی غائب معروف لَا یَرَ الخ وَ علیٰ هٰذا القیاس المجهول اور اسی قیاس پر مجہول بھی ہے۔ اسم فاعل رَاءٍ الخ اسم مفعول مَرْئِیٌّ ---

و اعلال دیگر اور باقی کا اعلال جو ہے ازانچه درپیش یاد کردہ شدہ است اُن اعلالوں سے جو پہلے یاد کر لیا گیا ہے۔ بیرون آیند اُن سے نکل آئیں گے۔ چوں تامل کردہ شَود جب غور کیا جائے۔ اِنْ شاءَالله تعالیٰ ان شاء الله تعالیٰ

اب آگے مزید فیه کے ابواب آ رہے ہیں۔

درس 107۔ و ابواب مُنْشَعِبَه اور ثلاثی مجرد سے آگے نکلنے والے جو ابواب ہیں۔ یعنی ثلاثی مزید فیه مراد ہے۔ را ہم دریں صورت قیاس باید کرد ان کو بھی اسی صورت پر قیاس کرنا چاہیے۔ یعنی ثلاثی مزید فیه میں بھی تعلیلات اسی قوانین کے تحت ہوں گے۔ فمِنْ بَاب الْافْعَال پس باب افعال سے گردان اَعْلیٰ یُعْلِیُ اِعْلَاءً فہو مُعْلٍ الامر منه اَعْلِ و النہی عنه لَا تُعْلِ ---- و مِنْ مَهْمُوْزِ الْفَاءِ والنَّاقِصِ اور مہموز الفاء اور ناقص سے یعنی مرکب سے اٰلیٰ یُؤْلِی اِیْلَاءً فہو مُؤْلٍ و اُوْلِیَ یُوْلیٰ اِیْلَاءً فذاک مُؤْلًی الامر منه آلِ والنہی عَنْه لَا تُؤْلِ ---- وَ مِنْ مہموز العین اور مہموز العین اور ناقص سے۔ اَثْیٰ یُثْیِ اِثَاءَةً فہو مُثٍ اس کا مادّہ ثاء ، ہمزہ اور یاء ہے۔ ہمزہ عین کے مقابلے میں آیا تو مہموز العین ہے۔ اور لام کے مقابلے میں یاء ہے ناقص یائی ہوا۔ اَثْیٰ اصل میں اَثْ ئَیَ بروزن اَکْرَمَ ہے۔ اب ہمزہ متحرک ہے اور ماقبل میں حرف صحیح ساکن ہے تو ہمزہ کی حرکت ماقبل کودے کر ہمزہ کو حذف کرنا جائز ہے، یَسْئَلُ قانون کے مطابق۔ تو اَثَیَ ہوا پھر اَثیٰ ہو۔ تو یہاں اَثیٰ اور اَثْئیٰ پڑھنا جائز ہے۔

اسی طرح یُکْرِمُ کے وزن پر یُثْ ءِیُ یعنی یُثْئِیُ ہے۔ یاء پر ضمه ثقیل ہونے کی وجه سے ضمه کو گرایا تو یُثْئِی رہ گیا۔ تو یُثْئِی پڑھنا بھی جائز اور یُثِی پڑھنا بھی جائز۔

مُثٍ صیغه اسم فاعل اصل میں مُکْرِمٍ وزن پر مُثْئِيٍ ہے۔ پھر یاء اور نون ساکن کے درمیان التقائے ساکنین کی وجه سے یاء کو گرایا تو مُثْئٍ رہ گیا، تو یه بھی جائز ہے۔ اور ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو حذف کر کے مُثٍ پڑھنا بھی جائز ہے۔

و اُثِیَ یُثیٰ اِثَاءَةً فذاک مُثًی اُثِیَ اصل میں اُکْرِمَ وزن پر اُثْئِیَ ہے، تو یه بھی جائز اور ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینا اور ہمزہ کے حذف کرنا یعنی اُثِیَ پڑھنا بھی جائز۔ نیز یاء پر فتحه ثقیل نہیں ہوتا۔ یُثیٰ اصل میں یُکْرَمُ وزن پر یُثْئَیُ ہے۔ یاء متحرک ماقبل میں فتحه کو الف سے بدلا تو یُثْئیٰ پڑھنا بھی جائز۔ اور یُثْئَیُ میں ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینا اور ہمزہ کو حذف کرے تو یُثَیُ رہ گیا۔ پھر یُثیٰ پڑھنا بھی جائز۔ یعنی یُثیٰ اور یُثْئیٰ پڑھنا دونوں جائز ہیں۔

نیز مُثًی اصل میں مُکْرَمٌ وزن پر مُثْئَیٌ ہے۔ پھر یاء کو التقائے ساکنین کی وجه سے گرایا تو مُثْئً رہ گیا۔ تو مُثْئً یه بھی جائز اور ہمزہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دے کر ہمزہ کو حذف کرنا یه بھی جائز۔ یعنی مُثًی پڑھنا بھی جائز۔

الامر منه آثِ آثِ اصل میں اَکْرِمْ وزن پر اَثْئِیْ ہے۔ پھر یاء کو جزم کی وجه سے گرایا تو اَثْءِ رہ گیا۔ پھر ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیا اور ہمزہ کو حذف کیا تو اَثِ رہ گیا۔ معلوم ہوا یه آثِ نہیں بلکه اَثِ ہے۔ پس اَثِ اور اَثْءِ دونوں طرح پڑھنا جائز ہیں۔ والنَّہیُ عَنْهُ لَا تُثِ اور اس میں لَا تُثْءِ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اصل میں لَا تُکْرِمْ وزن پر لَا تُثْئِیْ ہے۔ یاء جزم کی وجه سے گر گیا تو لَا تُثْءِ رہ گیا۔

اب باب رؤیت کی باب آ رہی ہے۔ اور اس میں یَسْءَلُ کا قانون وجوبی ہے۔ و کذالِکَ اور اسی طرح اَریٰ یُرِیْ اِرَاءَةً فہو مُرٍ اس کا اصل مادّہ را، ہمزہ اور یاء ہے۔ عین کلمه کی جگه ہمزہ اور لام کلمه کی جگه یاء ہے۔ اَریٰ بروزن اَکْرَمَ اَرْءَیَ بنتا ہے۔ ہمزہ کی حرکت وُجُوباً نقل کر کے ماقبل کو دیا اور ہمزہ کو حذف کیا تو اَرَیَ رہ گیا۔ پھر یاء متحرک ما قبل فتحه کی وجه سے الف ہوا تو اَریٰ ہوا۔ اس میں اَرْئیٰ پڑھنا جائز نہیں۔ یُرِیْ بروزن یُکْرِمُ یُرْءِیُ اور پھر یُرِیْ ہے۔ مُرٍ اصل میں مُکْرِمٌ وزن پر مُرْءِیٌ ہے۔ پھر ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیا اور ہمزہ کو حذف کیا تو مُرِیٌ رہ گیا۔ یاء پر ضمه ثقیل تھا ضمه کو گرایا تو مُرِیْنْ رہ گیا۔ پھر التقائے ساکنین کی وجه سے یاء کر گئی تو

مُرِرہ گیا۔ و اُرِیَ یُرِیٰ اِرَاءَۃً فذاک مُرِّیَ الامر منہ اَرِوالنہِیُ عنہُ لَا تُرِ ان سارے صیغوں میں بھی اسی طرح کرنا چاہیے۔ عَلیٰ نَقلِ حَرَکَۃِ الْھَمْزَۃِ اِلیٰ مَا قَبْلَھَا ہمزہ کی حرکت کو ماقبل کی طرف نقل کرتے ہوئے و حذف الھمزۃ اور ہمزہ کو حذف کرتے ہوئے۔

و مِنْ باب التَّفْعِیْل اور باب تفعیل سے ناقص کی گردان نجّٰی یُنَجِّیْ تَنجِیَۃً الخ آخر تک۔۔۔ اس کا مادّہ نون، جیم اور یاء ہے۔ کَرَّمَ کے وزن پر نَـجَّیَ پھر نَجّٰی ہے۔ و مصدر ایں باب از ناقص و مہموز اللام بروزن تَفْعِلَۃٌ می آید اور مصدر اس باب کا ناقص اور مہموز اللام سے تَفْعِلَۃٌ کے وزن پر آتا ہے۔ یعنی ناقص میں باب تفعیل کا مصدر اور مہموز اللام میں باب تفعیل کا مصدر تَفْعِلَۃٌ کے وزن پر آئے گا۔ چنانچہ تَنْجِیَۃٌ ناقص سے مصدر ہے۔ و تَبْرِئۃٌ و تَثْرِءَۃٌ یہ دونوں مہموز اللام کے مصادر ہیں۔ و تَسْمِیَۃٌ یہ بھی ناقص کا مصدر ہے۔ مصنفؒ نے مصادر میں نصب لکھا ہے اس لئے کہ گردان میں مصدر مفعول مطلق ہونے کی وجہ اس پر نصب آتا ہے۔ باقی یہاں نصب لکھنا ضروری نہیں تھا۔

و من باب الْمُفَاعَلَۃِ اور باب مفاعلۃ سے ناقص نَاجیٰ یُناجِیْ مُنَاجاۃً الخ ---- و مِنْ باب الافتعالِ اور باب افتعال سے ناقص کی گردان اِعْتَرٰی یَعْتَرِیْ اِعْتِرَاءً الخ ----- و مِنْ باب الانفِعَالِ اور باب انفعال سے ناقص کی گردان اِنْقَضیٰ یَنْقَضِیْ اِنْقِضَاءً الخ ---- و مِنْ بَابِ التَّفعُّل اور باب تَـفَعُّل سے ناقص کی گردان تَبَنّٰی یَتَبَنّٰیْ تَبَنٍّ الخ ----

تَـبَـنٍّ دراصل تَبَنُّوٌ بُود تَبَـنٍّ اصل میں تَـبَـنُّـوٌ بروزن تَفَعُّلٌ تھا۔ واو را بیا بدل کردند واؤ کو یاء سے بدلا تو تَـبَـنُّـیٌ بنا۔ و قبل یا بکسرہ بدل کردند اور یاء سے پہلے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو تَـبَـنِّیٌ ہوا۔ یہاں واؤ کو یاء سے بدلا اور یاء کے ما قبل کو کسرہ دیا۔ تو یہ ایک اعلال کیا۔ اب اسکا قانون ذکر کریں گے۔

قانونہ 2 ۔ اس اعلال کا قانون۔ ہر واویکہ در اسم متمکن بر طرف اُفْتَد ہر وہ واؤ جو اسم متمکن یعنی مُعرب میں طرف پر واقع ہو۔ یہاں مصنفؒ نے اسم کی قید لگائی۔ معلوم ہوا یہ قانون فعل میں نہیں لگے گا۔ اور متمکن کہنے سے مبنی کو نکالا۔ و ما قبل او مضموم باشد اور اسکا ما قبل مضموم ہو۔ آں واو را بیا بدل کنند اُس واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں۔ بعدہ ما قبل او بکسرہ بدل کنند اسکے بعد اُس یاء کے ماقبل کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں۔ کیونکہ یاء اپنے سے ما قبل کسرہ چاہتی ہے۔ زیرانچہ ہر یائیکہ در طرف باشد اس لئے کہ ہر یاء جو کہ طرف میں ہو و ما قبل او مضموم اور اُسکا ما قبل مضموم ہو۔ آں ضمہ را بکسرہ بدل کنند تو اس ضمہ کو کسرہ سے بدلتے ہے۔ تو تَـبَـنُّیٌ سے تَـبَـنِّیٌ ہوا۔ چنانچہ تَشَقٍّ و تَحَنٍّ و تَبَنِّیٌ شد تَـشَقٍّ اصل میں تَشَقُّوٌ بروزن تَفَعُّلٌ تھا۔ تَـحَـنٍّ اصل میں تَحَنُّوٌ بروزن تَفَعُّلٌ تھا۔ تَبَنٍّ اصل میں تَبَنُّوٌ بروزن تَفَعُّلٌ تھا۔ واؤ اسم متمکن کی طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے یاء سے بدلا، تو تَشَقُّیٌ ، تَحَنُّیٌ اور تَبَنُّیٌ ہوا۔ پھر یاء کے ماقبل ضمہ کو کسرہ سے بدلا تو تَشَقِّیٌ ، تَحَنِّیٌ اور تَبَنِّیٌ ہوا ۔ آگے یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو ضمہ کو گرایا۔ پھر یاء اور نون تنوین کے درمیان التقائے ساکنین علیٰ غیر حدہ کی وجہ یا کو گرایا تو تَشَقٍّ، تَحَنٍّ اور تَبَنٍّ ہوا۔ بعدہ اعلال قَاضٍ کردند اسکے بعد قاضٍ والا اعلال کیا۔قاضٍ اصل میں قَاضِیٌ تھا۔ یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو گرایا۔ اس کے بعد یاء اور نون ساکن کے درمیان التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء گرائی تو قَاضٍ ہوا۔ تَبَنٍّ شد تَـبَـنِّیٌ سے تَبَنٍّ ہوا۔

و مثلہ قَلَنْسٍ اور اسی کے مثل ہے قَلَنْسٍ۔ اسم متمکن کے آخر میں واؤ آیا اور اس سے پہلے ضمہ ہے۔ قَلَنْسٍ اصل میں قَلَنْسُوٌ تھا۔ پھر قَلَنْسُیٌ ہوا۔ پھر قَلَنْسِیٌ ہوا۔ پھر قلنْسٍ ہوا۔ فی جمع قَلَنْسُوَۃٍ قَلَنْسُوَۃ کی جمع کے اندر، قَلَنْسُوَۃ : ٹوپی

و اَدْلٍ جمعُ دَلْوٍ اور ادلٍ جو کہ جمع ہے دلوٌ کی۔ دلوٌ: ڈول، اَدْلٍ اصل میں تھا اَدْلُوٌ۔ اسم متمکن کے آخر میں واؤ آیا اور اس واؤ سے ماقبل ضمہ تھا، تو اس واؤ کو یاء سے بدلا اور یاء کے ماقبل کو کسرہ دیا تو اَدْلِیٌ ہوا۔ پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا گرایا اور یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کیا تو اَدْلٍ ہوا۔

آگے مصنفؒ ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔ سوال یہ کہ یہاں بھی آخر میں واؤ ہے اور ماقبل ضمہ ہے۔ یہاں بھی تو قانون لگنا چاہیے تھا۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ شرط یہ تھا کہ اُس واؤ کو طرف میں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن یہ واؤ طرف میں نہیں اسکے بعد آخر میں تاء آ رہی ہے۔ و در قَلَنْسُوَۃٌ بسلامت ماند اور قلنسُوَۃٌ کے اندر واؤ سلامت رہا زیراچہ در طرف نیست اس لئے کہ یہ طرف میں نہیں ہے۔

یہ بھی ایک سوال کا جواب ہے۔ و در ھُوَ و در یَدْعُوْ بسلامت ماند ھُوَ اور یَدْعُوْ کے اندر واؤ سلامت رہا۔

زیراچہ اسم متمکن نیست اس لئے کہ یہ اسم متمکن نہیں۔ ھوَ مبنی ہے۔ اور یدعو فعل ہے۔ اور قانون اسم متمکن کے بارے میں تھا۔

قانون یہ تھا کہ واؤ طرف میں ہو اور واؤ سے ماقبل ضمہ ہو۔ لیکن کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ واؤ سے ماقبل حرف ساکن زائد ہوتا ہے اور اس سے پہلے ضمہ ہوتا ہے۔ یعنی واؤ اور ضمہ کے درمیان حرف ساکن زائد آ جاتا ہے۔ تو پھر دیکھیں گے کہ یہ جمع کے صیغہ میں ہے یا مفرد کے صیغہ میں۔ اگر جمع کے صیغہ میں ہو تو پھر بھی یہ قانون جاری ہوگا۔ اور اگر وہ صیغہ مفرد کا ہو تو پھر مفرد کے اندر قانون جاری نہیں ہوگا۔

بدانکہ جان لے تو کہ۔۔ توسط حرف ساکن زائد درمیان میں آنا ایسے حرف ساکن کا جو کہ زائد بھی ہو میان ضمہ و واو ضمہ اور واؤ کے درمیان در جمع جمع کے صیغے میں مانع اعلال نیست یہ اعلال سے مانع نہیں ہے۔ یعنی یہاں قانون لگے گا۔ و در وُحدان مانع است اور اس صورت میں مفرد کے اندر پھر اعلال نہیں کریں گے۔

تَقُوْلُ دُلِیٌّ یہ بھی دَلْوٌ کی جمع ہے۔ اصل میں تھا دُلُوْوٌ۔ یہاں واؤ طرف میں آیا اور یہ اصلی ہے۔ اس سے ماقبل واؤ ساکن آیا جو کہ زائد ہے۔ اس سے ماقبل ضمہ ہے۔ لیکن یہ صیغہ جمع کا ہے۔ لہٰذا یہ واؤ ساکن اعلال سے مانع نہیں۔ اعلال اب بھی کریں گے۔ چنانچہ پہلے واؤ کا واؤ میں ادغام کیا تو دُلُوٌّ ہوا۔ پھر واؤ کو یاء کیا اور ماقبل کو کسرہ دیا تو دُلِیٌّ ہوا۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آخری واو کو یاءسے بدلا تو دُلُوْیٌ بن گیا۔ پھر واؤ اور یاء اکھٹے آئیں اور ان میں پہلا ساکن ہے۔ تو اس صورت میں واؤ کو یاء کر کے یاء میں ادغام کرتے ہیں تو دُلُیٌّ بن گیا۔ پھر یاء کی مناسبت سے لام کو کسرہ دیا تو دُلِیٌّ بن گیا۔

و عُصِیٌّ یہ عَصیٰ کی جمع ہے۔ عَصیٰ اصل میں عَصَوٌ تھا۔ عُصِیٌّ اصل میں عُصُوْوٌ تھا۔ پھر عُصُوْیٌ کیا، پھر عُصُیٌّ اور پھر عُصِیٌّ ہوا۔ فی جمع دَلْوٍ و عَصًا باِعلال دلو اور عصا کے جمع کے اندر اعلال کرتے ہوئے۔ وَ عَتَوْا عُتُوًّا بالتصحیح اور عَتَوْا باب جو ہے اسکے اندر عُتُوًّا جو مصدر آیا، اسکو تصحیح کے ساتھ کہیں گے۔ یعنی اسکے اندر واؤ یاء سے نہیں بدلے گا۔ عُتُوًّا کے آخر میں واؤ مشدد ہے۔ تو واؤ طرف میں آیا، اس سے پہلے واؤ ساکن آیا اور اس سے پہلے ضمہ آیا۔ یہاں آخری واؤ کو یاء سے اسی لئے نہیں بدلا گیا کیونکہ یہ مفرد کا صیغہ ہے۔

و روا بوَد اور جائز ہے کہ فا کلمہ را اتباع عین کلمہ کنی کہ فا کلمہ کو عین کلمہ کے تابع کرے۔ اِتْبَاع پڑھنا بھی جائز اور اِتِّبَاع پڑھنا بھی جائز۔ پہلے صورت میں باب افعال اور دوسرے صورت میں باب افتعال ہوگا۔ فَتَقُوْلُ و عِصِیٌّ و دِلِیٌّ چنانچہ آپ کہیں گے عِصِیٌّ اور دِلِیٌّ ---

اما در حُوٌّ جمع اَحْوىٰ باقی حُوٌّ جو کہ جمع ہے اَحْوىٰ کی۔ یہاں مصنفؒ ایک اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔ بسلامت ماند حُوٌّ کے اندر واؤ سلامت رہی زیراچہ واؤ زائدہ نیست اس لئے کہ واؤ زائد نہیں بلکہ عین کلمہ است بلکہ عین کلمہ ہے یعنی حرف اصلی ہے۔

و مِنْ باب الافعلال اور باب افعلال سے ناقص کی گردان اِرْعَوىٰ يَرْعَوِىْ اِرْعِوَاءً فهو مُرعَوٍ آه یہ الخ کا مخفف ہے۔ اِرْعَوىٰ دراصل اِرْعَوَوَ بُود اِرْعَوىٰ اصل میں اِرْعَوَوَ تھا۔ واو دوم را الف کردند دوسرے واؤ کو الف کیا۔ و ادغام نکردند اور ادغام نہیں کیا۔ لِاَنَّ الْاِبْدَالَ مُقَدَّمٌ على الادغام اس لئے کہ ابدال مقدم ہے ادغام پر۔ فلذلک تقول قَوِیَ يَقْوىٰ دُوْنَ قَوَّ يَقَوُّ قَوِیَ اصل میں قَوِوَ تھا۔ تو آخر میں جو واؤ تھا ماقبل کسرے کے وجہ سے یاء سے بدلا تو قَوِیَ ہوا، رَضِیَ اصل میں رَضِوَ تھا۔ اور اگر قَوِوَ کے اندر ادغام ہوتا تو پہلے واؤ کو ساکن کرتے اور دوسرے میں اسکا ادغام کرتے تو قَوَّ بن جاتا۔ اور اسی طرح يَقْوىٰ اصل میں يَقْوَوُ تھا۔ ابدال سے يَقْوىٰ ہوا۔ اور ادغام میں واؤ کی حرکت قاف کو دے کر دوسرا واؤ میں ادغام کرتے تو يَقَوُّ بن جاتا۔ دِیْوَان دُوْنَ دِوَّانٌ دِیْوان کی جمع دَوَاوِیْن آتی ہے۔ پس دِیْوَان میں جو یہ پہلی یاء ہے یہ بھی اصل میں واؤ تھا۔ پس دِیْوَان اصل میں دِوْوَان ہے۔ دو واؤ تقاضا کر رہی ہے ادغام کا، اور پہلی واؤ سے ماقبل کسرہ تقاضا کر رہی ہے ابدال کا۔ پس ابدال کیا اور ادغام کو چھوڑا تو دِیْوان ہوا۔

و من باب الاستفعال اور باب استفعال سے ناقص کی گردان اِسْتَدْعىٰ يَسْتَدْعىٰ اِسْتِدْعاءً الخ و علىٰ هٰذَ القياسُ اور اسی پر قیاس ہے۔ یعنی باقی گردانیں بھی اسی طرح ہیں۔

درس 108 صرفُ اللَّفيف المفروق --- فا کلمه او را با معتل الفا قیاس باید کرد لفیف مفروق کے فا کلمہ کو معتل الفا یعنی مثال پر قیاس کرنا چاہیے۔ جب صرف فا کلمہ کے مقابلے میں حرف علت ہو تو اسے مثال کہتے ہیں۔ و لام کلمه اورا با معتل اللام قیاس باید کرد اور اُسکے لام کلمہ کو معتل اللام یعنی ناقص پر قیاس کرنا چاہیے۔ اور اگر صرف لام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت آئے تو اسے ناقص کہتے ہیں۔ پس مثال اور ناقص کے اندر جو قوانین جاری ہوئے تھے وہی قوانین یہاں پر جاری ہوں گے۔ چنانچه وَقىٰ يَقِىْ وِقَايةً آه

اما در لفیف مقرون لام کلمه او را با معتل اللام قیاس باید کرد باقی لفیف مقرون کے اندر لام کلمہ کو معتل اللام یعنی ناقص پر قیاس کرے۔ یعنی جو قوانین ناقص کے اندر تھے وہ لفیف مقرون کے لام کلمے پر بھی لاگو ہوں گے۔ و عین کلمه او را اعلال نباید کرد اور لفیف مقرون کے عین کلمہ میں اعلال نہیں کرنا چاہیے۔ تَحَرُّزًا عَنْ تَوَالِي الاعلَالين بچتے ہوئے پے در پے دو اعلالوں سے۔کیونکہ پے در پے دو اعلال پسندیدہ نہیں۔ کہ لام کلمہ میں بھی اعلال ہو اور عین کلمہ میں بھی اعلال ہو۔

اِلَّا فِىْ نَحْوِ طَيِّ مگر طَـىٌّ جیسوں کے اندر۔ اس کا استثناء مصنفؒ نے کیا۔ کہ عین کلمہ میں اعلال ہوا۔ طَىٌّ اصل میں طَوْىٌ تھا۔ واؤ کو یاء کیا اور یاء میں ادغام کیا تو طَىٌّ ہوا۔ و طَوىٰ اور طَوىٰ جیسوں کے اندر۔ طَوىٰ

اصل میں طَوَیَ تھا۔ یاء متحرک ماقبل فتحہ کو الف کیا، اور واؤ متحرک ماقبل فتحہ کو الف نہیں کیا۔ کیونکہ واؤ عین کلمہ کی جگہ ہے۔ اور مصنفؒ نے فرمایا کہ لفیف مقرون کے اندر لام کلمہ میں اعلال کریں گے جیسا کہ ناقص میں کرتے تھے اور عین کلمہ کو سالم چھوڑیں گے۔ تو عین کلمہ کو سالم چھوڑا تو طَویٰ ہوا۔

آگے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ طَیٌّ جیسے لفظوں میں کس طرح اعلال کرتے ہیں۔ مِمَّا اِجْتَمَعَ فیه الواو والیاءُ وہ لفظ جس کے اندر جمع ہو جائے واؤ اور یاء و تقدّم احدُهُمَا اور مقدم ہو جائے اُن دونوں میں سے ایک بالسُّکونِ سُکون کے ساتھ کَمَا تقدَّمَ جیسے کہ بات گزر گئی۔ یعنی ہم نے پڑھا تھا کہ جب واؤ اور یاء دونوں اکھٹے جمع ہو جائے اور اوّل اُن میں ساکن ہو تو پھر واؤ کو یاء کر کے یاء میں ادغام کریں گے۔ طَیٌّ اصل میں طَوْیٌ بروزن فَعْلٌ تھا۔واؤ اور یاء اکھٹے آئیں اور پہلا ان میں ساکن ہے تو واؤ کو یاء کیا اور پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا تو طَیٌّ ہوا۔

تَقُوْلُ حَیِیَ یَحْیٰی حَیْوَانًا حَیِیَ اصل میں حَیِوَ تھا۔ واؤ طرف میں واقع ہوا اور ماقبل میں کسرہ تھا تو واؤ کو یاء کیا تو حَیِیَ ہوا۔ جیسا کہ رَضِیَ اصل میں رَضِوَ تھا۔ یہاں عین کلمہ میں اعلال نہیں کیا گیا۔ کیونکہ عین کلمہ یاء متحرکہ ہے اور ماقبل اس کا فتحہ ہے۔ اسکو بھی الف کرنا چاہیے تھا لیکن مصنفؒ نے فرمایا تھا کہ لفیف مقرون کے اندر عین کلمہ کے اندر اعلال نہیں کریں گے اور لام کلمہ کے اندر اعلال کریں گے۔ و طَوٰی یَطْوِیْ طَیًّا طَویٰ اصل میں طَوَیَ تھا۔ یاء متحرک ماقبل فتحہ کو الف سے بدلا تو طَویٰ ہوا۔ اور طَویٰ میں واؤ متحرک ہے اور ماقبل میں فتحہ ہے اسکو الف سے بدلنا چاہیے تھا، لیکن پے در پے دو اعلال پسندیدہ نہیں، لہٰذا اس واؤ متحرک کو الف نہیں کیا اور سالم رکھا، کیونکہ مصنفؒ نے لفیف مقرون کا قانون بیان کیا تھا کہ عین کلمہ میں اعلال نہیں کریں گے۔ اور پھر طَیٌّ جیسے لفظوں کا استثنا بھی مصنف نے کروایا تھا۔۔ طَوِیَ کتابت کی غلطی ہے، صحیح طَویٰ ہے۔ فَبَقِیَ الْعَیْنُ سالمةً اور عین کالم سالم رہے گا۔ حَیِیَ اور طَوَیَ دونوں میں عین کلمہ کو سلامت رکھا، قانون کی وجہ سے۔ و اُعِلَّ اللَّامُ کَما تَریٰ اور اعلال کیا جائے گا لام کلمہ کے اندر جیسا کہ اپ دیکھ رہے ہیں۔

اما اٰیةٌ و رٰیَةٌ شاذست باقی اٰیَةٌ اور رٰیَةٌ جیسے لفظ شاذ ہیں۔ اٰیَةٌ اصل میں اَیَیَةٌ تھا۔ پھر ایک یاء کو خلاف القیاس حذف کیا گیا۔ بعض علماءؒ کے نزدیک اٰیَةٌ اصل میں اٰیِیَةٌ بروزن فاعِلَةٌ تھا۔ اس میں بھی پہلی یاء کو خلاف القیاس حذف کر دیا گیا۔ اور پہلی یاء عین کلمہ ہے حالانکہ یہاں پر لام کلمہ میں اعلال ہونا چاہیے تھا اور عین کلمہ کو سالم رکھنا چاہیے تھا لیکن یہاں پر عین کلمہ کو حذف کیا اور لام کلمہ کو باقی رکھا۔ پس یہ شاذ ہے۔

اور رٰیَةٌ میں یہ الف اصل میں واؤ تھا،یعنی رَوَیَةٌ ۔ واؤ متحرک ہے اور ماقبل فتحہ ہونے کی وجہ سے الف ہوا۔ تو یہاں اعلال عین کلمہ میں ہوا، اور لام کلمہ ابھی بھی سالم ہے۔ تو یہ بھی شاذ ہے۔

صرف المضاعف مضاعف کی گردان مَدَّ یَمُدُّ مَدًّ الخ ۔۔۔ مَدَّ دراصل مَدَدَ بُود مدَّ اصل میں مَدَدَ تھا۔ دال اول را ساکن کردند پہلے دال کو ساکن کر دیا و در دال دوم ادغام کردند اور دوسرے دال کے اندر اُس کا ادغام کیا گیا۔ مَدَّ شُد مَدَّ ہوا۔

قانونه اس اعلال کا قانون یہ ہے۔ ہر جا کہ دو حرف متحرک از یک جنس بہم آیند ہر وہ جگہ جہاں پر دو حرف متحرک ایک ہی جنس کے اکھٹے آئیں بر سبیل لُزوم لُزوم کے طریقے پر، یعنی اِن میں سے کسی کا حذف جائز نہ ہو۔ بعض اوقات ایک کا حذف جائز ہوتا ہے۔ جیسا کہ باب تفعّل اور تفاعل میں جب دو تائے مفتوحہ اکھٹے آ جائیں تو اس میں ایک کا حذف جائز ہوتا ہے۔ جیسا کہ تَنَزَّلُ اصل میں تَتَنَزَّلُ تھا۔ یا از دو مخرج متقارب

باشند یا دونوں حروف ایک جنس کے نہ ہو بلکہ قریب المخارج ہوں جیسا کہ تاء، ثاء قریب المخارج ہیں۔ اور اسی طرح دال اور تاء کا مخرج بھی قریب قریب ہیں۔ یا اول ایشاں ساکن بَود و ثانی متحرک اور یا اُن دونوں حرفوں میں سے پہلا حرف ساکن ہو اور دوسرا متحرک ہو و یکی از ایشاں زائدہ برای الحاق نبا شد اور اُن دونوں میں سے کوئی ایک بھی اِلحاق کے لئے زائدہ نہ ہو۔ و ما قبل ایشاں حرف مدغم نبا شد اور اُن دونوں سے پہلے کوئی حرف مُدغم نہ ہو و یکی از ایشاں مُبدل نبا شد اور اُن دونوں میں سے کوئی مبدل بھی نہ ہو، یعنی کسی دوسرے حرف سے بدل کر نہ آیا ہو، و کلمہ از اشتباہ اِیمن باشد اور وہ کلمہ اشتباہ سے بھی محفوظ ہو۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ جب ہم ادغام کرے اور اس کا التباس کسی دوسرے کلمہ کے ساتھ آئے۔ جیسے آگے بتائیں گے کہ مَدَدٌ۔ اس میں ادغام نہیں کریں گے۔ اگر ادغام کیا تو پھر مَدٌّ بن جائے گا۔ اور مَدٌّ تو کوئی اور کلمہ ہے۔ پھر پتہ نہیں چلے گا۔ آنگاہ اول را در دوم ادغام باید کرد پس پہلے کا دوسرے کے اندر ادغام کریں گے۔

چنانچہ ذَبَّ و رَبَّ و سَبَّ ذَبَّ اصل میں ذَبَبَ تھا، رَبَّ اصل میں رَبَبَ تھا، سبَّ اصل میں سبَبَ تھا۔ ان تین مثالوں میں دو حرف ایک جنس کے آئے۔ و لَبِثْتَّ یہاں ثاء کو نہیں پڑھیں گے۔ ثاء کو بھی تاء کر کے تاء میں ادغام کیا۔ و عَبَدْتَّ یہاں دال کو تاء کیا اور تاء میں ادغام کیا۔ یہ دو مثالیں قریب المخارج کی ہے۔

و در مَدَدٌ و سَبَبٌ ادغام نکردند اور مَدَدٌ اور سَبَبٌ کے اندر ادغام نہیں کیا گیا۔ زیرانچہ کلمہ ایشاں از اشتباہ ایمن نیست اس لئے کہ یہ کلمہ التباس سے محفوظ نہیں ہے۔ اگر ادغام کرتے تو مَدٌّ اور سبٌّ بن جاتے۔ حالانکہ یہ اور کلمات ہیں۔ پھر ادغام سے التباس آتا تو اس لئے التباس نہیں کیا گیا۔ و در قُوْوِلَ ادغام نکردند اور قُوْوِلَ کے اندر ادغام نہیں کیا۔ زیرانچہ اول ایشاں مبدل ست اس لئے کہ ان دو واؤں میں سے پہلا واؤ مبدل ہے۔ قُوْوِلَ باب مفاعلۃ سے قَاوَلَ کا ماضی مجہول ہے۔ تو یہ واؤ الف سے بدل کر آیا ہے۔ و در مَدَدْنَ و فَرَرْنَ ادغام نکردند اور مَدَدْنَ اور فَرَرْنَ کے اندر ادغام نہیں کیا زیرانچہ حرف دوم متحرک نیست اس لئے کہ اِن کا دوسرا حرف متحرک نہیں ہے۔ اور قانون یہ تھا کہ یا تو دونوں حروف متحرک ہوں، یا اوّل ساکن ثانی متحرک ہو۔ و در قَعْدَدَ و شَمْلَلَ ادغام نکردند اور قعددَ اور شملل میں ادغام نہیں کیا گیا۔ زیرانچہ دوم حرف زائدہ است برائے الحاق اس لئے کہ دوسرا لام زائد ہے الحاق کے لئے۔ اس میں دال اور لام کا اضافہ باب دخرج میں لے جانے کی وجہ سے کیا۔ و در حَبَّبَ ادغام نکردند اور حَبَّبَ کے اندر ادغام نہیں کیا۔ یہاں پہلی باء مُدغم ہے۔ دوسری باء مُدغم فیہ ہے اور تیسری باء متحرک ہے۔ تو دو باء متحرک تو آئے لیکن ان سے پہلے جو باء ہے وہ مدغم ہے۔ زیرانچہ ما قبل ایشاں حرف مدغم است اس لئے کہ ان دو باء سے پہلی باء مدغم ہے۔ و در تَتَنَزَّلُ ادغام نکردند اور تَتَنَزَّلُ میں ادغام نہیں کیا گیا۔ زیرانچہ اجتماع ایں دو حرف بر سبیل لزوم نیست اس لئے کہ ان دو حرفوں کا جمع ہونا لُزوم کے طریقے پر نہیں۔ کیونکہ اس میں ایک تاء کا حذف کرنا جائز ہے۔ کیونکہ باب تفعل اور تفاعل میں جب شروع میں دو تاء اکھٹے جمع ہو جائے تو اس میں ایک تاء کا حذف جائز ہے۔

و در مانند حَیِیَ اور حَیِیَ مِمَّا اُن لفظوں میں سے کان احدُھما مُبْدَلًا جن میں سے ایک مبدل ہو۔ حَیِیَ اصل میں حَیِوَ تھا۔ دوسری یاء واؤ سے بدل کر آئی ہے۔ وَّ ھُمَا متحرکان اور دونوں حرف متحرک ہوں جاز

الادغام و الْاظہارُ یہاں ادغام بھی جائز ہے اور اظہار بھی جائز ہے۔ یعنی حَیِیَ پڑھنا بھی جائز اور حَیَّ پڑھنا بھی جائز۔

بخلاف نحو مَرْمِيٌّ بخلاف مَرمِیٌّ جیسے لفظوں کے ممّا کان اوّلُہُما ساکنًا کہ جس کا اوّل ساکن ہو۔اوّل کان کا اسم ہے اس لئے مرفوع پڑھنا ہے۔ کتابت کی غلطی سے اولَ لکھا ہے۔ وَجبَ الادغامُ ادغام واجب ہے۔ مَرْمِيٌّ اصل میں مَرْمُوْيٌ بروزن مَفْعُوْلٌ تھا۔ واؤ اور یاء اکھٹے آئیں۔ اوّل ان میں ساکن تھا تو واؤ کو یاء کیا اور یاء کی وجہ سے ماقبل کوکسرہ دیا تو مَرْمِيْيٌ ہوا۔ اب یہاں دونوں یاؤ میں ایک مبدل ہے۔ لیکن دونوں متحرک نہیں۔پہلا ساکن ہے اور دوسرا متحرک۔ اگر دونوں متحرک ہوتے پھر ادغام جائز ہوتا۔ چاہے ادغام کرتے اور چاہے ادغام نہ کرتے۔ لیکن یہاں ادغام واجب ہے کیوکہ ان میں سے ایک ساکن ہے۔ لہٰذا مَرْمِيیٌ کہنا جائز نہیں اور مَرْمِيٌّ کہنا واجب ہے۔

درس 109 بدانکہ جان لے توکہ ہر جا کہ ہر وہ جگہ کہ دو حرف از یک جنس بہم آیند جب دو حرف ایک ہی جنس کے اکھٹے آ جائیں دَرُو اُن کے اندر بَیَکی از سہ طریق تین طریقوں میں سے ایک طریقے پر تخفیف کنند تخفیف کرتے ہیں [1]بَادغام ایک ادغام کے ساتھ چنانچہ گفتہ شد چنانچہ بتلا دیا گیا۔ یعنی یہ طریقہ گزر گیا۔

و [2]بَحذف وایں بر دو نوع سے گراتے ہیں۔ اور دوسرا طریقہ حذف کا ہے۔ یعنی ایک اُن دو ہم جنس حروف می ست اور یہ حذف جو ہے یہ دو قسم پر ہے۔ [الف]سماعی حذف کا ایک طریقہ سماع پر موقوف ہے۔ یعنی عربوں سے ہم نے ایسا سنا ہے۔یعنی اس کے لئے کوئی قانون نہیں۔ چنانچہ ظَلْتُ کہ دراصل ظَلِلْتُ بُود ظَلْتُ اور ظِلْتُ دونوں جائز ہیں۔ یہاں اختلاف ہے کہ پہلے لام کو حذف کیا یا دوسرے لام کو۔ پہلے لام کو حذف کیا حرکت نقل کئے بغیر تو ظَلْتُ ہوا۔ اور یا لام کی حرکت ماقبل کو نقل کیا اور لام کو حذف کیا تو ظِلْتُ ہوا۔ ظَلَلْتُ یہ کتابت کی غلطی ہے صحیح ظَلِلْتُ ہے۔ و [ب]قیاسی اور حذف کی دوسری قسم قیاسی ہے۔ مانِند تَنَزَّلُ کہ دراصل تَتَنَزَّلُ بُود جب باب تفعّل یا تفاعُل میں شروع میں دو تاء مفتوح آئیں تو اس میں ایک کا حذف جائز ہے۔ معلوم ہوا مجہول میں ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہاں تو ایک تاء مرفوع ہو جائے گی۔ اور پھر اس میں بھی اختلاف ہے۔ بض علماءؒ کے نزدیک پہلی تاء حذف ہوئی اور بعض علماءؒ کے نزدیک دوسری تاء حذف ہوئی۔

و [3]بابدال اور تخفیف کا تیسرا طریقہ ابدال کا ہے۔ یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف سے تبدیل کرتے ہیں۔ و ایں نیز دو نوعست اور یہ ابدال بھی دو قسم پر ہے۔ [الف]سماعی ابدال کا پہلا طریقہ سماعی ہے۔ چنانچہ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھا کہ دراصل دَسَّسَھَا بُود آیت کے اندر دَسّٰھا آیا جو کہ اصل میں دَسَّسَھَا تھا۔ دو سین متحرک آئیں۔ دو متحرک سینوں میں سے ثانی سین کو پہلے یاء سے بدلا اور پھر الف سے بدلا گیا۔ و [ب]قیاسی اور ابدال کی دوسری قسم قیاسی ہے۔ چنانچہ در مانند شِيْرَازٌ چنانچہ شیراز جیسے لفظوں کے اندر۔ کہ دراصل شِرْرَازٌ بُود کہ اصل میں شِرْرَازٌ تھا۔ پہلی راء کو یاء سے بدلا تو شیرازٌ ہوا۔ و دِيْمَاسٌ کہ دراصل دِمْمَاسٌ بُود اور دیماسٌ جو کہ اصل میں دِمْمَاسٌ تھا۔ پہلے میم کو یاء سے بدلا تو دیماسٌ ہوا۔ و دِيْوَانٌ کہ دراصل دِوّوَنٌ بُود اور دِیْوانٌ کہ اصل میں دِوّوانٌ تھا۔ پہلی واؤ کو یاء سے بدلا تو دِیْوانٌ ہوا۔

و در مانند تَقْویٰ کہ دراصل تَقْوَوُ بُود اور تقویٰ جیسے لفظوں کے اندر جو کہ اصل میں تَقْوَوُ تھا۔ اِدغام نکردند ان میں ادغام نہیں کیا۔ لانَّ الابدال مُقَدَّمٌ عَلَی الادغام کیونکہ ابدال ادغام پر مقدم ہے۔

اعلال: و یَمُدُّ کہ دراصل یَمْدُدُ بُود اور یَمُدُّ جو کہ اصل میں یَمْدُدُ تھا۔ مَدَّ یَمُدُّ سے ہے۔ یَمُدُّ بروزن یَنْصُرُ یعنی اصل میں یَمْدُدُ تھا۔ حرکت دال اول را نقل کردہ بما قبل دادند پہلے دال کی حرکت کو نقل کر کے ما قبل کو دے دی پس دال را در دال دوم ادغام کردند یَمُدُّ شد ۔ پس دال کا دوسرے دال کے اندر ادغام کر دیا تو یمُدُّ ہوا۔

قانون: اب اس اعلال کا قانون: ہر جا کہ دو حرف متحرک از یک جنس بہم آیند ہر وہ جگہ جہاں دو حرف متحرک ایک ہی جنس کے اکھٹے آئیں۔ یا دو قریب المخرج حروف اکھٹے آ جائیں۔ ما قبل ایشاں ساکن بَود اور ان دونوں کا ماقبل ساکن ہو۔ جیسا کہ یَمْدُدُ حرکت حرف اول بما قبل باید داد تو پہلے حرف کی حرکت ماقبل کو دینی چاہیے۔ چنانچہ یَمُدُّ یَظَلُّ کہ دراصل یَمْدُدُ و یَظْلَلُ بُود یَمُدُّ اور یَظَلُّ اصل میں یَمْدُدُ اور یَظْلَلُ تھے۔ حرکت حرف اول را بما قبل دادند پہلے حرف کی حرکت ماقبل کو دے دیں گے و عین کلمہ را در لام ادغام کردند اور عین کلمہ کا لام کلمہ کے اندر ادغام کیا یَمُدُّ و یَظَلُّ شد یَمُدُّ اور یَظَلُّ ہو گئے۔

اعلال: مُدُّ دراصل اُمْدُدْ بُود مُدُّ اصل میں اُمْدُدْ بروزن اُنْصُرْ تھا۔ مضاعف سے امر کا صیغہ ہے۔ حرکت دال اوّل را بما قبل دادند پہلے دال کی حرکت ماقبل کو دے دیا۔ یعنی دال اوّل کا ضمہ ماقبل میں میم کو دے دیا۔ تو اُمُدْدْ ہوا۔ ہمزہ را حذف کردند لِعدم الاحتیاج الَیْھا ہمزہ وصل کو حذف کیا بوجہ اُسکی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے۔ تو مُدْدْ ہوا۔ کتابت کی غلطی سے لعدم کو بعدم لکھا گیا تھا۔و لام کلمہ را حرکت ضمہ دادند اور لام کلمہ کو ضمہ کی حرکت دے دی۔ یعنی آخری دال کو ضمہ دے دیا۔ تو مُدْدُ ہوا۔ بعدہ ادغام کردند مُدُّ شد۔ اسکے بعد ادغام کیا تو مُدُّ ہوا۔

قانونہ اس اعلال کا قانون۔ اعلال: حرف علّت میں جو بھی تبدیلی کیا جائے تو اسے اعلال کہتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھار صرف تبدیلی کو بھی اعلال کہتے ہیں۔ یعنی تبدیلی کا قانون۔ ہر جا کہ دو حرف ساکن بہم آیند ہر وہ جگہ کہ جہاں پر دو حرف ساکن اکھٹے آ جائیں۔ جیسا کہ اُمْدُدْ میں دال اوّل کی حرکت ماقبل کو نقل کیا تو اُمُدْدْ پھر مُدْدْ ہوا۔ یہاں دو دال ساکن اکھٹے آئے۔ بر غیر حد خود اپنے حد کے غیر پر۔ یعنی التقائے ساکنین علیٰ غیر حدہ ہو۔ یعنی اپنے حد سے زیادہ ثقل اس پر آ رہا ہے۔ اول ایشاں مدہ نبا شد اور ان دونوں ساکنوں میں سے پہلے ساکن مدّہ نہ ہو۔ آخر حرف را حرکت باید داد تو آخری حرف کو حرکت دینی چاہیے۔

اب کونسی حرکت دینی چاہیے۔ تو مصنفؒ اسکا تفصیل بتلا رہا ہے۔ والْاصلُ فیہ الکسرُ اصل اسکے اندر کسرہ ہے۔ و غیرُہٗ بعارضٍ اور کسرے کے علاوہ جو حرکت آئیں گے، یعنی فتحہ یا ضمہ تو وہ کسی عارض کی وجہ سے آئیں گے۔ کالضم فی وَاوالجمعِ جیسا کہ ضمہ آئے گا واو جمع کے اندر۔ نَحْوُ یُغْزَوُنَّ یہ مجہول کا صیغہ ہے۔ آخر میں نون ثقیلہ ساتھ مل گئی اور واؤ کو ضمہ کی حرکت دے دی گئی۔ کیونکہ واؤ جمع کے مناسب ضمہ ہے۔ والفَتْحِ فی الٓمَ اللّٰہ تو اسکو الف لام میم مَلّٰہُ پڑھنا ہے۔ کیونکہ میم میں آخری میم بھی ساکن ہے۔ اور لفظ اللہ کا ہمزہ

وصلی ہے درج عبارت میں گر جائے گا، تو آگے لام بھی ساکن ہوجائے گا۔ اور میم اور لام کے درمیان التقائے ساکنین علیٰ غیر حدہ آیا اور پہلا ساکن اس میں مدّہ نہیں۔ جب لفظ اللہ سے پہلے ضمہ ہو یا فتحہ تو اسکو پُر پڑھنا چاہیے۔ جیسا کہ عبدُاللہ اور عبدَاللہ میں ہوتا ہے۔ تو یہاں میم پر فتحہ پڑھیں گے تا کہ لفظ اللہ کی ادائیگی پُر ہو جائیں۔ و جازَ الاَوْجُهُ الثلثةُ فی نحو مُدُّ اور مُد جیسے لفظوں کے اندر تینوں اعراب جائز ہیں۔ یعنی مُدِّ، مُدَّ، مُدُّ الکسرُ کسرہ بھی جائز ہے یعنی مُدِّ لانّها الاصلُ کیونکہ کسرہ اصل ہے۔ والفتحُ اور فتحہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ لِخِفَّتِها بوجہ اسکے خفیف ہونے کے والضمُّ اور ضمہ بھی جائز ہے۔ للاتباع بوجہ تابع کرتے ہوئے۔ یعنی اگر ماقبل میں ضمہ ہو تو اسکے آخر میں ضمہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اسی لئے اِحْمَارَّ، اِحْمَارِّ ،اِحْمَارِرْ یہاں پر ہم نے ضمہ نہیں پڑھا تھا، کیونکہ ماقبل میں ضمہ نہیں تھا۔ اور اسی طرح فِرَّ، فِرِّ اور اِفْرِرْ میں بھی ضمہ نہیں پڑھنا۔ اتباع باب افعال سے پڑھنا بھی جائز اور اتّباع باب افتعال سے پڑھنا بھی جائز۔

الا اذا لقیه ضمیرُ الغائب والغائبةِ مگر یہ کہ اس صیغے کے ساتھ غائب اور غائبہ کی ضمیر مل جائے۔ فَحِیْنَئِذٍ پس اُس وقت الضَّمُّ فِی الأُولیٰ پہلی صورت کے اندر ضمہ پڑھیں گے۔ نحو مُدُّهُ یعنی اگر غائب کی ضمیر ہے تو پھر افسخ اور اکثر یہ ہے کہ ضمہ پڑھا جائے۔ جیسا کہ مُدُّهُ، و الفتحُ فی الثانی اور دوسری صورت کے اندر فتحہ پڑھیں گے۔ یعنی جب غائبہ کی ضمیر ساتھ مل جائے۔ نحوُ مُدَّها تو پھر افسخ اور اکثر یہ ہے کہ فتحہ پڑھا جائے جیسا کہ مُدَّها علی الاَکْثَرِ اکثر طور پر۔ و لیسَ هٰذَا الّا علیٰ وجهٍ وَّاحدٍ اور یہ نہیں ہے مگر ایک ہی وجہ پر۔ هٰذا کے ذریعے مذکر غائب کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مذکر غائب میں یہ افسخ اور اکثر نہیں ہے مگر ایک ہی طریقے پر۔ اور وہ ضمہ ہی ہے۔ جو اوپر بیان کی گئی۔ و جاء مُدِّهِ بالکَسْرِ علی القلیلِ اور غائب کے ضمیر کے ساتھ دال کا کسرہ بھی آیا ہے لیکن قلیل طریقے پر۔ جییسا کہ مُدِّهِ۔

بدانکه احکام ادغام بسیار اند جان لے تو کہ ادغام کے احکام بہت سارے ہیں۔ اگر مفصل یاد کردہ شَود اگر اُن کو مُفصّل یاد کیا جائے این مختصر احتمال نتوانَد کرد تو یہ مختصر رساکہ اُسکا احتمال نہیں رکھتا۔ بنا بریں فرو گُذاشته شُدِ اسی وجہ سے اُس کو چھوڑ دیا گیا۔

درس 110۔ احکام تائے افتعال

ثُمَّ اَعْلَمْ پھر تو جان لے۔ اَرْشَدَکَ اللّٰهُ تعالیٰ کہ اللہ تیری رہنمائی فرمائے اَنَّ تَاءَ الافتعال کہ باب افتعال کی تاء جو ہے مُخْتَصٌّ بِاَحْکَامٍ وہ خاص ہے ایسے احکام کے ساتھ لَا تُطْوىٰ جو لپیٹے نہیں گئے۔ طُویٰ یَطْوِی: لپیٹنا تَحْتَ مَا ذَکَرْنَا اُس کے تحت جو ہم نے ذکر کیا۔ یعنی جو قوانین ہم نے ذکر کئے اُن کے لپیٹ میں باب افتعال کی تاء نہیں آئی۔ والحَاجَّةُ اِلیٰ بَیَانِهَا ماسَّتٌ اور حاجت بھی اُس کے بیان سے متعلق ہے۔ کُلِّیَةً کُلّی طور پر فَاَفْرَدْنَاهَا بِالذِّکرِ تو ہم نے اُسکو الگ کیا ذکر کے ساتھ۔ بداں اَسْعَدَکَ اللّٰهُ تَعالیٰ سعادَتَکَ جان لے تو کہ اللہ تعالیٰ تجھے نیک بخت کردے تیری نیک بختی کی۔ یعنی جس نیک بختی کے تو لائق ہے۔

که چوں بجائے فا کلمه درباب افتعال یکی از حروف مُطْبَقَه اُفْتَد کہ جب باب افتعال کے فاء کلمہ کی جگہ حروف مطبقہ میں سے کوئی ایک حرف واقع ہو جائے۔ و هی الصادُ والضادُ والطاءُ والظاءُ اور وہ حروف

مطبقه چار ہیں۔ یعنی صاد، ضاد، طاء اور ظاء۔ اس کی ادائیگی کرتے ہوئے زبان کے دونوں کنارے تالو کے ساتھ لگ جاتے ہیں۔ تا را بطا بدل کنند تو اس صورت میں باب افتعال کی تاء کو طاء سے بدلیں گے۔

جب فاء کلمه طاء ہو۔ لٰکنَّ مَعَ الطّآءِ الاَدغَامُ لا غیرُ لیکن طاء کے ساتھ ادغام ہوگا اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ یعنی جب فاء کلمه کی جگه طاء آ جائے اور تائے افتعال بھی طاء ہو گئی ہے تو اس صورت میں طاء کا طاء میں ادغام کیا جائے گا۔ جبکه اگر فا کلمه کی جگه صاد، ضاد یا ظاء آ جائے تو اس میں کئی صورتیں ہیں۔ اور طاء میں صرف یہی ادغام والا صورت ہے اور کوئی صورت نہیں۔ نحو اِطَّلَبَ جیسا که اِطَّلَبَ بروزن اِفْتَعَلَ۔ فاء کی جگه طاء آئی، اور تاء کو بھی طاء کیا پھر طاء کا طاء میں ادغام کیا تو اِطَّلَبَ ہوا۔ اور اس میں صرف ادغام ہی جائز ہے جب طاء ہو فا کی جگه۔

جب فاء کلمه کی جگه ظاء ہو۔ و مَعَ الظّآءِ اور ظاء کے ساتھ۔ یعنی جب باب افتعال میں فا کلمه کی جگه ظاء آ جائے۔ تو پھر تین صورتیں بن جائیں گی۔ [1] الاِدغامُ ادغام بھی جائز ہے۔ بقلْبِ احدِہما الی الاخر ایک کو دوسرے کی طرف بدلتے ہوئے۔ اَوِ ٱلاِبانة اور دونوں کا اظہار بھی جائز ہے۔ نحو اِظَّلَمَ یه ادغام کا صورت ہوا۔ و اِطَّلَمَ یه قلب کا صورت ہوا وَ اِظْطَلَمَ اور یه اظہار کا صورت ہوا۔

جب باب افتعال میں فا کلمه کی جگه صاد ہو۔ و مَعَ الصّادِ اور جب باب افتعال کی فا کلمه کی جگه صاد ہو الاِبانة تو اظہار بھی جائز ہے۔ جیسا که اِصْطَبَرَ والادغام اور ادغام بھی جائز ہے۔ بِقلبِهَا صادًا اور اس طاء کو صاد کر کے لا غیرُ اسکے علاوہ نہیں۔ یعنی طاء کو صاد کر کے صاد میں ادغام کرے۔ جیسا که اِصَّبَرَ یه بھی جائز ہے۔ اور صاد کو طاء کر کے طاء میں ادغام یه جائز نہیں یعنی اِطَّبَرَ کہنا جائز نہیں۔ نحو اصطبر و اِصَّبَرَ

جب باب افتعال میں فا کلمه کی جگه ضاد ہو۔ و مَعَ الضّادِ اور جب باب افتعال کی فا کلمه کی جگه ضاد ہو۔ تو اس میں بھی صاد کی طرح ابانة یعنی اظہار بھی جائز ہے جیسا که اِضْطَرَبَ اور ادغام بھی جائز ہے یعنی طاء کو ضاد کر کے اور ضاد کا ضاد میں ادغام کرے یعنی اِضَّرَبَ یه بھی جائز ہے۔ لیکن ضاد کو طاء کر کے طاء میں ادغام یه جائز نہیں۔ یعنی اِطَّرَبَ جائز نہیں۔ نحو اضطرب و اضَّرب و قد حُکِیَ اِطَّجعَ فیْ اِضْطَجَعَ اور تحقیق حکایت کی گئی ہے اِطَّجَعَ کو اِضْطَجَعَ میں۔ یعنی اِضْطَجَعَ میں ضاد کو طاء کیا اور طاء کا طاء میں ادغام کیا تو اِطَّجَعَ بن گیا۔ لیکن یه بہت قلیل ہے۔

و چوں دال و ذال و زاء باشد اور جب باب افتعال کی فا کلمه کی جگه دال، ذال یا زاء ہو۔ روا باشد جائز ہے که تا را بدال بدل کُنَنُد تو باب افتعال کے تاء کو دال سے بدل دیں۔ لٰکِنَّ معَ الدالِ الْاِدْغامَ لیکن دال کے ساتھ ادغام ہوگا۔ یعنی جب تاء کو دال کیا تو پھر دال کا دال میں ادغام کریں گے۔ نَحْوُ اِدَّعٰی جیسا که اِدَّعیٰ و مع الذال الابانة والادغام اور جب باب افتعال کی فاء کی جگه جب ذال آ جائے تو پھر ابانة بھی جائز ہے اور ادغام بھی جائز ہے۔ بقلب احدهما الی الآخر ایک کو دوسرے کے ساتھ بدلتے ہوئے۔ نحو اِذْدَکَرَ و اِذَّکَرَ و اِدَّکَرَ یعنی یه بھی ظاء کی طرح ہے۔ یعنی جس طرح ظاء میں تین صورتیں جائز تھی تو اس میں بھی تین صورتیں جائز ہیں۔ یعنی فاء کی جگه ذال آیا اور آگے تاء کو دال کیا تو اظہار بھی جائز ہے یعنی اِذْدَکَرَ بروزن افتعلَ، اور چاہے تو دال کو ذال کر کے ذال

میں ادغام کریں یعنی اِذَّکَرَ بروزن افتعلَ اور چاہے تو ذال کو دال کر کے اور دال کا دال میں ادغام کریں تو اِدَّکَرَ بروزن افتعل بن جائے گا۔

و کذا مع الزاء اور اسی طرح زاء کے ساتھ ہے۔ نحو اِزَّان جب باب افتعال کی فاء کلمہ کی جگہ زاء آئے تو تاء کو دال کیا۔ اور پھر دال کو زاء کر کے زاء کا زاء میں ادغام کرنا بھی جائز ہے۔ یعنی اِزَّانَ بروزن اِفْتَعَلَ و اِزدان اور جب باب افتعال میں فاء کی جگہ زاء آئے تو آگے تاء کو دال کیا تو اظہار بھی جائز ہے۔ جیسا کہ اِزْدَکَرَ بروزن اِفْتَعَلَ و لکن لا یجوز فیه ادّان اور یہاں زاء کو دال کر کے دال کا دال میں ادغام جائز نہیں۔ یعنی اِدَّانَ بروزن افتعال جائز نہیں۔

و چوں ثاء باشد اور جب باب افتعال کے فاء کلمہ کی جگہ ثاء ہو ادغام باید کرد ادغام کرنا چاہیے۔ بقل احدهما الی الاُخریٰ ایک کو دوسرے کی طرف بدلتے ہوئے نحوُ اثّار و اتّار یعنی تاء کو ثاء کر کے ثاء میں ادغام کرے تو اِثَّارَ بروزن اِفْتَعَلَ بن جائے گا۔ اور یا تو ثاء کو تاء کر کے تاء کا تاء میں ادغام کرے تو اِتَّارَ بروزن اِفْتَعَلَ بن جائے گا۔ بروزن اِفْتَعَلَ و لا یجوز الاظهار لیکن اظہار جائز نہیں۔ یعنی اِثْتَارَ جائز نہیں۔

و چوں سین باشد اور جب باب افتعال میں فاء کلمہ کی جگہ سین ہو۔ اظہار و ادغام اظہار اور ادغام دونوں جائز ہیں۔ بقلب الثٰنیة الی الاولی ثانی کو اولیٰ سے بدلتے ہوئے روا بَود جائز ہے۔ نحو اِسْتَمَعَ یہاں تاء کو اپنی جگہ پر رکھا۔ اور سین اور تاء دونوں کا اظہار کیا تو اِسْتَمَعَ بروزن افتعل بن گیا۔ و اِسَّمَعَ اور یہاں ثانی یعنی تاء کو سین کیا اور سین کا سین میں ادغام کیا تو اِسَّمَعَ بروزن اِفْتَعَلَ بن گیا۔ و لا یجوز اِتَّمَعَ بِقَلْبِ السین تاءً اور اِتَّمَعَ جائز نہیں کہ سین کو تاء سے بدلے اور تاء کا تاء میں ادغام کرے۔

اب مصنفؒ باب افتعال کے عین کلمہ کے بارے میں بتلاتے ہیں۔ و چوں بجای عین کلمه تاء اُفتد یا صاد اور اگر باب افتعال کے عین کلمہ کی جگہ تاء آ جائے یا صاد آ جائے ۔ اظہار و ادغام روا بَود اظہار اور ادغام دونوں جائز ہیں۔ و در فاء فعل ماضی اور باب افتعال کی فاء جو ہے فعل ماضی میں عند الادغام فتحه و کسره روا بود ادغام کے وقت فتحہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔ یہ اُس صورت میں جب باب افتعال کے عین کلمہ کی جگہ تاء یا صاد آ جائے۔ چوں اِقْتَتَلُوْا بروزن اِفْتَعَلُوْا یہاں عین کلمہ کی جگہ تاء آیا۔ یہ اِظہار کی مثال ہے۔ و قَتَّلُوا اور اِقْتَتَلُوْا کے اندر ادغام بھی جائز ہے۔ پہلی تاء کی حرکت ماقبل میں قاف کو دیا اور ہمزہ وصل کو گرایا۔ اور تاء کا تاء میں ادغام کیا تو قَتَّلُوْا بن گیا۔اور یہاں قَتَّلُوْا بھی جائز اور قِتَّلُوْا بھی جائز۔ و اِخْتَصَمُوْا بروزن اِفْتَعَلُوْا یہاں عین کلمہ کی جگہ صاد آیا۔ یہ اِظہار کی مثال ہے۔ و خَصَّمُوْا اور اِخْتَصَمُوْا کے اندر ادغام بھی جائز ہے۔ تاء کی حرکت ماقبل میں خاء کو دیا اور ہمزہ وصل کو گرایا۔ اور تاء کو صاد کرکے صاد کا صاد میں ادغام کیا تو خَصَّمُوْا بن گیا۔اور یہاں خَصَّمُوْا بھی جائز اور خِصَّمُوْا بھی جائز۔

و ہمچنین در فعل مستقبل اور اسی طرح باب افتعال کے فعل مضارع کے اندر بھی ہے، یعنی فا کلمہ میں کسرہ بھی جائز اور فتحہ بھی جائز۔ اِقْتَتَلَ اور اِخْتَصَمَ سے فعل مضارع یَقْتَتِلُ اور یَخْتَصِمُ ہیں۔ یعنی اظہار بھی جائز ہیں۔ اور ادغام بھی جائز ہیں یعنی یَقَتِّلُ اور یَخَصِّمُ۔ اور اس میں ماضی کی طرح کسرہ بھی جائز ہیں یعنی یَقِتِّلُ اور یَخِصِّمُ۔ الا انه یجوز السکون ایضًا فی المستقبل مگر یہ کہ سُکون بھی جائز ہے مستقبل کے اندر۔ یعنی

فعل مضارع کے اندر فاء کلمہ کا سُکون بھی جائز ہے۔ یَخْصِمُونَ پہلے تو تھا یَخَصِّمُونَ یا یَخِصِّمُونَ اب یَخْصِمُوْنَ پڑھیں گے۔ اور یہ سُکون بڑا ہی قلیل ہے۔ حتی کہ بعض علماء نے اسکا انکار کیا ہے کہ یہ سکون جائز ہی نہیں۔

و در اسم فاعل و اسم مفعول مضموم کُنند اور اسم فاعل اور اسم مفعول میں فاء کو مضموم کریں گے للاتباع اتباع کے طور پر، یعنی ماقبل کے میم کا اتباع کرتے ہوئے۔ جیسا کہ صحیح کے ابواب میں باب افتعال سے اسم فاعل مُکْتَسِبٌ پڑھا تھا۔ تو اس میں میم مضموم ہے۔ تو لہٰذا اسم فاعل میں اور اسم مفعول میں میم کا اتباع کرتے ہوئے فاء پر ضمہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ مصنفؒ نے پہلی ہی بتایا تھا کہ فتحہ اور کسرہ ماضی اور مضارع میں جائز ہے۔ اسی طرح اسم فاعل اور اسم مفعول میں فاء کلمہ پر فتحہ بھی جائز ہے اور کسرہ بھی جائز ہے۔ نیز میم کا اتباع کرتے ہوئے فاء کلمہ پر ضمہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ چنانچہ مُقَتِّلُوْنَ اسم فاعل کی صورت میں: مُقَتِّلُوْنَ، مُقِتِّلُوْنَ اور مُقُتِّلُوْنَ اور اسم مفعول کی صورت میں مُقَتَّلُوْنَ، مُقِتَّلُوْنَ اور مُقُتَّلُوْنَ ۔۔

و در تفعل و تفاعل چوں بجائے فا کلمہ طا افتد و یا ثاء اور اگر باب تفعل اور تفاعل کے فاء کلمہ کی جگہ طاء واقع ہو یا ثاء۔ روا باشد کہ او را ساکن کنند جائز ہے کہ اُس کو ساکن کردے و بعدُہ ادغام کنند اور اس کے بعد ادغام کردے و الف وصل در اول درآرند اور ہمزہ وصلی شروع میں لے آئیں۔ چنانچہ اِطَّهَّرَ و اِثَّاقَلَ اِطَّهَرَ اصل میں تَطَهَّرَ بروزن تَفَعَّلَ تھا۔ باب تفعل کے فاء کلمہ کی جگہ طاء آئی۔ تو تا کو بھی طاء کیا اور طاء کا طاء میں ادغام کیا۔ اب چونکہ ابتدا بالسکون ہو نہیں سکتی، تو شروع میں ہمزہ وصل لے آئے ۔ تو اِطَّهَّرَ ہوا۔ اور اِثَّاقَلَ اصل میں تَثَاقَلَ بروزن تفاعل تھا۔ فاء کلمہ کی جگہ ثاء آئی تو تائے تفاعل کو بھی ثاء کیا اور ثاء کا ثاء میں ادغام کیا۔ پھر شروع میں ہمزہ وصل لایا تو اِثَّاقَلَ ہوا۔ ::: تمت بالخیر

11 جمادی الاولیٰ 1445 ہجری پیر 25 دسمبر 2023

واٹس ایپ نمبر: 0345 945 28 63